
ابوبکر
عمر
عثمان
علی
حضرت اقدس امینِ شریعت محبوبِ خدا علیہ الرحمۃ
درگاہ:
حضرت امینِ شریعت
اسلام آباد شریف
...مفتی اشرفی
...، ڈیراول...

حضرۃ اقدس امین شریعت محبوب خدا

بنام تاریخی

احوال وکرامات محبوب خدا

۱۴۰۳ھ

شیخ المشائخ تاج العرفاء والعلماء امین شریعت خاتم الاکابر سلطان المناظرین
مفتئ اعظم "قطب العالم" مولانا رفاقت حسین محبوب خدا" علیہ الرحمتہ والرضوان

۱۹۸۳ء

کے مختصر حالات طیبہ محاسن ومکارم اور صفات وکمالات اور عارفانہ زندگانی کے بیان میں

مُرتّب

مولانا سیّد ممتاز حسین شاہ حسینی ترمذی رفاقتی قادری
خلیفۂ اجل حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا
مدرسہ تقویت الاسلام، ایم جی روڈ، ویراول گجرات
غلام غلامان بارگاہ رفاقتی فقیر واحد علی شیدا رفاقتی اشرفی

ناشر
شیدائے حضرت امین شریعت محمد بھائی رفاقتی اشرفی
بغدادی ٹرانسپورٹ ویراول۔ گجرات

نام کتاب :- حضرۃ اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ

نام مرتبین :- مولانا سید ممتاز حسین شاہ رفاقتی

و

مولانا واحد علی رفاقتی اشرفی

صفحات :- ۱۲۰

ھدیہ :- دس روپے

مطبع :- لیبل آرٹ پریس، شاہ گنج روڈ، پٹنہ ۶

تعداد :- ۱۰۰۰

نام کاتب :- شاہد پرویز

باھتمام :- مولانا اشرف رضا قادری صاحب، نائب قاضی ادارہ شرعیہ، بہار
سلطان گنج، پٹنہ ۶

ناشر :- محمد بھائی رفاقتی اشرفی - بغدادی ٹرانسپورٹ -
ویراول - گجرات

فہرست مضامین

اعتراف ۱
حضرت مولانا الحاج مفتی شاہ سید رفاقت حسین علیہ الرحمہ میری نظر میں ۳
تعارف ۱۱
حالات وکمالات ۱۵
خاندان اور ولادت طیبہ ۱۵
تعلیم کا آغاز ۱۶
تعلیم ظاہری کا اختتام بالخیر ۱۹
آخری امتحان میں امتیاز ۲۰
تعلیمی فیضان کا آغاز بریلی شریف میں ۲۱
تعلیمی درس گاہوں کی صدارت ۲۲
شرف بعیت و باطنی نہایت در بدایت ... ۲۳
صفات وکمالات ۲۴
دینی خدمات وکارنامے ۲۷
دینی وملّی جماعتوں کی سربراہی ۲۸
میر مجلس اور شمع محفل ۲۹
عمامہ کا رنگ اور اس کی بندش کی وضع کی وجہ ... ۳۱
نہر فرات سے متعلق ایک واقعہ ۳۲
حضرت غوث اعظم سے نسبت خاصہ ۳۳
جامعہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے شیخ کا اعتراف و اصرار ۳۴

اعتراف

محقق و عارف حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں کہ "امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علماء چند طبقات اور شان کے ہیں، پہلا طبقہ علم و احسان اور تصدیق والوں کا ہے۔ اس جماعت و طبقہ کو جوہرِ طبیعت انبیائی کا نمونہ مرحمت ہوا ہے ولکنہ نبیئ وقر فی قلوبہم کا اختصاص ان کا غالب وصف ہے۔ یہ طبقہ سرِ دفتر علماء امت قرار پایا۔ اس طبقہ نے قلبی شہادت و علوم و معارف کے حصول سے حظ وافر حاصل کیا۔"

جگر گوشۂ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں "امتِ محمدیہ میں سب سے زیادہ نیک دل، سب سے بڑھ کر گہرا علم رکھنے والے اور بہت ہی بے تکلف اور بے تصنع حضرات صحابۂ کرام ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت و رفاقت کے لیے پسند فرمایا۔ اس لیے اے مسلمانو! تم ان کے اخلاق و طرائق کی مشابہت اپناؤ۔ یہ حضرات ربِ کعبہ کی قسم صراطِ مستقیم پر ہیں۔"

علم و عمل اور ظاہر و باطن اور شریعت و سنت کے اتباع کی کوشش ہر دور ہر عہد میں علماء امت کا مطمحِ نظر رہا لیکن صلاح و فلاح اور ہدایت و سعادت کے حامل ہر دور میں چند ہی برگزیدہ ملتے ہیں۔ ہمارے عہد میں ہندوستان کی سرزمین پر ان صفات حسنہ سے متصف چند ہی حضرات گذرے ہیں، جن کے

نورِ علم و عمل، تقویٰ و طہارت، دعوت و تبلیغ اور ارشاد و اہتدار، فکرِ آخرت، عظمت و محبت رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے اہلِ اسلام کے قلوب منوّر ہوئے۔ ہمارے شیخ و مربّی خاتم الاکابر شیخ المشائخ العرفاء العلماء قطب العالم حضرت مولانا شاہ رفاقت حسین امینِ شریعت محبوبِ خدا علیہ الرحمتہ والرضوان اپنے اکابر اسلاف کرام کے سچے متّبع اور پیرو اور چاہنے والے تھے۔ آپ اُن آحاد امت اعاظم رجال دینی و رجال آخرت کے رکن تھے۔ آپ کی زیارت اور نورِ علم و عمل سے اُن اکابر کا نقشۂ حیات سامنے آتا تھا۔ مرتبۂ علم و یقین اور احسان میں آپ کا رسوخ، حکایات حضور اور منہاج نبوی پر آپ کی زیبا روی اور مسندِ رشد و اہتدار پر آپ کی مسند نشینی کی نشان دہی اور آپ کے مراتب و مقام کے عرفان کا بیان لکھنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کتاب و سنّت اور عرفانِ حق کے حقائق و عرفان پر عمیق و دقیق نظر اور دردمندیٔ دل اور ارجمندیٔ فکر معیار سے صحیح واقفیت اور شخصیت و احوال کا گہرا مطالعہ نہ ہو۔

مقامِ مسرت ہے کہ مخدومی حضرت مولانا سیّد ممتاز حسین شاہ حسینی ترمذی قادری رفاقتی اور مکرمی مولانا شاہ واحد علی شیدا رفاقتی اشرفی کو حضرت اقدس والدی الماجد شیخی الامجد امینِ شریعت محبوبِ خدا قدس سرہٗ کے احوال و مقامات کی معرفت کا حصّہ وافر ملا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے کچھ ایسے ہی احوال و مقامات کو تحریر فرما کر حضرت کا فیض عام کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اور ہمارے پیرانِ عظام کے صدقہ میں ہم سب غلامانِ رفاقتی کو اپنی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کی سچی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ النبی الامین الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر قادری محمود احمد رفاقتی غفرلہٗ

۷۸۶
۹۲

حضرت مولانا الحاج مفتی شاہ سید رفاقت حسین علیہ الرحمۃ میری نظر میں

از حضرت مولانا سید ظہیر احمد صاحب زیدی حامدی مد ظلہ العالی
تلمیذ ارشد حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمہ
استاذ شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی، علیگڈھ

یہ زمانہ ہے جس میں علم کا انحطاط، اخلاقی قدروں کا زوال اور عمل کا فقدان ہر گروہ، ہر طبقہ اور ہر مجلس میں بچشم سر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس دور میں کسی صاحب اخلاص و متدین اور زہد و اتقا کی حامل ہستی کی تلاش، جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ ایک ایسا وحشت ناک زمانہ جس میں ایمان و اسلام کی ساری قدریں ایک ایک کرکے معدوم ہوتی جا رہی ہوں، دین پر ثبات و استقامت کس درجہ مشکل اور دشوار تر ہے، اس کا اندازہ کچھ وہی کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں دین پر عمل کرنے کا جذبہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام عارف باللہ ابوبکر واسطی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔ ابتلنا بزمان لیس فیہ آداب الاسلام ولا اخلاق الجاھلیۃ ولا احکام ذی المروۃ (ہم ایسے آزمائشی دور میں ہیں جس میں نہ اسلامی اقدار زندہ ہیں نہ جاہلیت کے اخلاق ہیں اور نہ شرافت کے طور و طریق نظر آتے ہیں) آج حالت کچھ اس سے بھی زیادہ بد تر ہے۔ ایسے ہی زمانہ کی طرف حدیث شریف میں اشارہ فرمایا گیا ہے سیاتی علیکم

زمانٌ یکون الصابر علی دینہ کالقابض علی الجمر (عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا جب تمہارا دین پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہوگا جس طرح آگ کے دہکتے انگاروں کو مٹھی میں بند کر لینا۔)

بلاشبہ موجودہ زمانہ میں حالات کچھ اسی قدر دگرگوں اور ابتر ہیں۔ دنیا دالہ اور اہلِ غرض لوگ تو آیت کریمہ کے اسی مضمون کے مصداق بنے ہوئے ہیں جس میں بتایا گیا ہے — انھیں کھانے پینے میں اور دنیا کمانے میں لگا رہنے دو، انھیں ان کی آرزوؤں نے روک رکھا ہے اور وہ عنقریب اس کا انجام جان لیں گے۔ (ذَرْهُمْ يَاكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ) دوسری طرف علمائے زمانہ خود کو اس فرمانِ الٰہی کا مصداق بنا رہے ہیں جو رب تعالیٰ نے اہلِ کتاب کے علماء کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے — نبذ فریق من اھل الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون۔ (اہلِ کتاب علماء کے ایک گروہ نے کتاب اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا (اس پر عمل نہیں کیا) گویا کہ وہ بے علم ہیں۔)

آج حالت یہ ہے کہ گروہ علماء میں بہت ہی کم افراد ایسے مل سکیں گے جنھیں علم کی عظمت و جلالت ملی ہو اور پھر وہ ان کے لئے حجاب اکبر نہ بن گیا ہو۔ عجب و غرور، انا ولا غیری، خود بینی و خود آرائی جیسی صفاتِ خبیثہ اُن میں پیدا نہ ہو گئی ہوں۔ وہ اپنی ہر حرکت و عمل میں، اپنے ماحول میں، اپنے عصر میں، غرض ہر شئے میں اپنی ہی عظمت و سطوت کا نقش و عکس دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی انا بجز اپنے اور کسی کا احترام نہیں کرتی، ان کی انا کا حجاب انھیں فرمانِ حق "وفوق کل ذی علمٍ علیم" کی حقیقت سے غافل و محجوب رکھتا ہے۔ بلاشبہ ایسے لوگ "قد ضلوا فاَضلوا" کی عملی تفسیر بن جاتے ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)۔ تیسرا گروہ وہ ہے،

جنھوں نے اغراضِ دنیا اور دنیاوی عزت و احترام کے لئے علم حاصل کیا، ابھی انھیں علم کا اقل قلیل حصہ بھی نہ ملا تھا کہ وہ دنیا کمانے کے لئے دوڑ پڑے۔ ایک گروہ واعظین، مقررین اور خطبار کا ہے جس نے اپنے آپ کو دنیا کے حوالہ کر دیا ہے۔ نہ اُن کے پاس علم ہے نہ عمل، نہ وہ اہلِ تقویٰ ہیں نہ اہل فتویٰ، مگر ان کے نفس کا فریب ہے" انھیں للہیت سے دور کر دیا ہے۔ نہ وہ قرآن و حدیث کو ان کے قیمتی مفہوم کے ساتھ سمجھتے ہیں، نہ وہ اپنے خطاب میں صادق و مخلص اور باعمل ہیں۔ دنیا کی چمک دمک نے ان کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا ہے۔ وہ دنیا کمانے میں مستغرق ہیں اور فکرِ آخرت سے آزاد۔ منبر پر قال اللہ اور قال الرسول کہتے کہتے نہیں تھکتے۔ مگر ان کی عملی زندگی میں اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ سنّتِ نبوی کا ہلکا سا بھی عکس نہیں نظر آتا۔ اُن کی شب بیداریاں خالی از اخلاص تقریریں انھیں فجر کی نماز سے بھی غافل بنا دیتی ہیں۔

ایسے پُرفتن دور میں جب کہ دین و ایمان کے دشمن، گمراہ و گمراہ کُن فرقوں نے مسلمانوں کے عقیدۂ و عمل کو تباہ و برباد کرنے کے لیے نئے نئے اسلوب اور طریقے ایجاد کر لیے ہیں۔ شاہ سید رفاقت حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے تقریباً اسّی سال گذارے لیکن اس ماحول کے برعکس آپ کی زندگی اسلاف کرام کے نقشِ قدم پر تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی کو اپنے فضلِ خاص سے نوازتا ہے تو اُس کے عقیدۂ و عمل کی حفاظت فرماتا ہے اور اُس کے دائم اخلاق محفوظ فرما دیتا ہے حالانکہ آپ کی ابتدائی تعلیم غالی قسم کے بدعقیدہ غیر مقلدوں کی درسگاہ میں ہوئی لیکن آپ کا قدم جادۂ حق سے سرِ مُو منحرف نہیں ہوا، نہ آپ کے افکار و عقائد پر اُن کے باطل نظریات کوئی اثر ڈال سکے۔ آپ اپنے رب کی حفاظت میں نہایت صحیح العقیدہ، راسخ الخیال، راست باز اور صاحبِ عملِ صالح رہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں

آخر وقت تک حق و صداقت کی حمایت میں باطل پرستوں اور بدمذہبوں سے جہاد فرمایا۔ اتباعِ سنت آپ کا شعار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم نافع اور عمل صالح کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔

ربِّ ذوالمنن کا آپ پر بے حساب و نہایت احسان تھا کہ اس نے اپنے کرم سے آپ کو ایسے اساتذۂ کرام کی خدمت میں پہنچا دیا جو اپنے عظیم علم کے ساتھ صاحبِ صلاح و تقویٰ بھی تھے اور خلوص و للّٰہیت سے متصف بھی۔ یعنی حضرت صدر الشریعۃ ابو العلیٰ مولانا امجد علی علیہ الرحمہ صاحبِ "بہارِ شریعت"، صاحب الاحترام حکیم سید عبدالحی افغانی رحمۃ اللہ علیہ اور محترم جناب مفتی امتیاز احمد علیہ الرحمہ امیٹھوی۔ ان عظیم و صالح اساتذۂ کرام کی تعلیم و تربیت نے آپ کو عظمتِ انسانی، شرفِ علمی اور سعادتِ عملی کے اعلیٰ مدارج کی طرف گامزن فرما دیا۔ باطنی اور روحانی اصلاح و ترقی کے لئے ربِ کریم نے آپ کو شیخ المشائخ یوسف جمال الحاج شاہ سید علی حسین اشرفی الجیلانی محبوب ربانی کچھوچھوی کی بارگاہ میں باریابی کا شرف بخشا۔ نصیبہ بیدار تھا، ان کے دستِ حق پرست پر داخلِ سلسلہ ہوئے۔ خود آپ کا سلسلۂ نسب بھی ایک عظیم و مقبول روحانی بزرگ حضرت سید شاہ جلال الدین جرٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے جن کا مزارِ مبارک آج مرجع الخلائق ہے اور آپ کا فیضِ روحانی کا سلسلہ جاری ہے۔

حضرت شاہ مفتی سیّد رفاقت حسین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی، تعلیم، تبلیغ، تلقین، احقاقِ حق، ردِ ناحق اور جہاد بالنفس میں بسر ہوئی۔ غنائے نفس، رضا باللہ، صبر، توکل، قناعت، زہد، اتقا، عزلت نشینی اور تفقر الی اللہ آپ کی مرغوب و مطلوب صفات تھیں۔

کمالِ علم کے ساتھ فقر و استغنا، جلالتِ مرتبت کے ساتھ عجز و انکسار بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ موصوف بھی ان خصائلِ حمیدہ سے پورے طور پر متصف تھے۔

اللہ جل وعلا کی راہ میں آپ کبھی مناظر للحق نظر آتے ہیں، کبھی مسندِ تدریس پر جلوہ افروز، کبھی تبلیغ دین کے لئے مسافر فی سبیل اللہ، کبھی سریر آرائے وعظ و تذکیر اور کبھی معرفتِ حق و عرفانِ نفس میں مراقب و مشاہد، اُمّتِ مسلمہ کی دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے افتا کی خدمت بھی انجام دی۔ آپ کی مجلسیں نورِ علم و عرفان سے منور تھیں اور ہر قسم کی غیر شرعی امور سے محفوظ و مامون، آپ کی صحبت میں رہنے والے مسائل شرعیہ اور رموزِ معرفت سے مستفید رہتے۔ آپ اپنے معمولات و اوراد کے سختی سے پابند تھے۔ سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا انجمن، خانقاہ میں ہوں یا درسگاہ میں، آپ ایک روحانی کیفیت میں رہتے اور یہ فیض آپ سے جاری رہتا۔ نشانِ ولایت بھی یہی ہے کہ جب ولی کی صحبت میں بیٹھے تو دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ آپ کی صحبت میں یہ شرف حاصل ہوتا تھا۔

آپ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے اوائل تلامذہ میں سے ہیں اور یہ فقیر حضرت کے اواخر تلامذہ میں سے۔ اس اعتبار سے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ میرا تعلق روحانی ہے۔ اس ناچیز نے آپ کو عجز و انکسار، تواضع اور دیگر فضائلِ اخلاق میں سنتِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا متبع پایا۔ آپ کا قلب ذاکر تھا۔ متعدد بار حضرت سے معانقہ کا موقع ملا قلبی کیفیات کچھ عجیب تھیں۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں سے معدودے چند کو چھوڑ کر سب ہی قانع، صاحبِ استغنا اور صاحبِ علم و فضل ہوئے۔ یہ حضرت کا فیضان تھا

لیکن آپ کے تلامذہ میں جو گروہ اپنے دور میں اجلہ علماء کرام میں شمار کیے گئے وہ وہی گروہ ہے جس میں حضرت مفتی مولانا شاہ سیّد رفاقت حسین علیہ الرحمہ شامل ہیں، آپ کے ہمدرس رفقاء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمدؒ محدث پاکستان و بانیٔ دار العلوم عربیہ رضویہ فیصل آباد، استاذ العلماء مولانا حافظ عبد العزیز علیہ الرحمہ شیخ الحدیث و بانیٔ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ، استاذ العلماء مولانا شاہ سید غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صدر المدرسین دار العلوم میرٹھ، صاحبِ "البشیر الکامل" استاذ العلماء مولانا شمس الدین جونپوریؒ شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام بریلی و بنارس۔ ان اصحاب علم و کمال میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی امتیازی خصوصیات تھیں ان میں سے ہر ایک آسمانِ علم و فضل پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے جن کے نورِ علم نے ہند و پاکستان، بنگلہ دیش اور افریقہ کے بے شمار تشنگانِ علم کے دل و دماغ کو منور کیا۔ آج ان ممالک کا شاید ہی کوئی قابلِ ذکر شہر ایسا ہوگا جہاں ان کے تلامذہ دین کی خدمت انجام نہ دے رہے ہوں، خاص طور سے مولانا سردار احمد محدثِ پاکستان علیہ الرحمہ اور مولانا حافظ عبد العزیز علیہ الرحمہ خصوصیت کے ساتھ کثیر التلامذہ ہیں۔ لیکن وہ خصوصیت جس میں یہ سب ہی مساوی درجہ رکھتے ہیں اِن کا علم و فضل اور تقویٰ و طہارت ہے ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس پر کبھی کسی نے انگلی اٹھائی ہو۔ یہ حضرات نہایت پاکباز، پاک سیرت، خلوص و للّٰہیت سے سرشار، ان میں سے ہر فرد عابد بھی تھا اور زاہد بھی، قناعت پسند اور دنیا سے مستغنی۔ ان میں سے حضرت مفتی شاہ سید رفاقت حسین علیہ الرحمہ ایک عظیم روحانی خصوصیت کے حامل تھے، کثیر تعداد نے آپ سے روحانی فیوض برکات حاصل کیے اور داخلِ سلسلہ ہوئے، اوراد و وظائف اور ذکرِ الٰہی میں آپ کے اکثر

اوقات مصروف تھے۔ آپ نے اپنے آبائی وطن بھوانی پور ضلع مظفر پور میں ایک دار العلوم کی بنیاد قائم فرمائی اور ایک مسجد تعمیر فرمائی۔ اس کے لئے خاصی اراضی وقف فرمائی۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اس کو ترقی و استحکام عطا فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس کے عروج و ترقی اور خدمت دین میں جدوجہد فرمائیں اور جملہ وابستگان سلسلہ کی یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دار العلوم کی ترقی میں حصہ لے کر حضرت علیہ الرحمہ کی یادگار قائم کریں اور اپنے لئے اجر آخرت ذخیرہ کریں۔

الفقیر ظہیر احمد زیدی غفرلہٗ
۱۰ر جمادی الاول ۱۴۰۳ھ
(۲۲ر فروری ۱۹۸۳ء)

۷۸۶
۹۲

عزیز گرامی قدر صاحب سجادہ محمود میاں قادری زاد علمہٗ و مرتبتہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ادعیہ وافرہ۔ ایک ضرورت سے کانپور آنا ہوا۔ حسب معمول مدرسہ میں حاضری دی، درسگاہ خالی تھی۔ دروازہ پر ایک پوسٹر دیکھا جس میں ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء کو بھوانی پور میں جلسہ کی اطلاع ہے۔ جو کچھ دماغ میں فی الفور آیا تحریر کردیا ہے اور آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو سعادت دارین عطا فرمائے آمین۔ یہ ناچیز اس وقت صبر و رضا کی منزل میں ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنی ابتلاء و آزمائش سے مامون فرمائے اور مشکلات حل فرمائے آمین۔

دعاؤں کی ضرورت ہے۔ والسلام

الفقیر ظہیر احمد زیدی غفرلہٗ
۱۰ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ
(۲۲ / فروری ۱۹۸۳ء)

از کانپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین

تعارف

امابعد! حضرت اقدس قبلۂ عالم سلطان المناظرین شیخ الحدیث خاتم الاکابر تاج العرفاء امین شریعت مفتیٔ اعظم "قطب العالم مولانا رفاقت حسین محبوب خدا" رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دینی خصوصیات اور علمی و عرفانی بلند مقامی میں نادر زماں ذات گرامی تھے۔ آپ کی مبارک صحبت میں روحانی کیف اور قلبی نشاط و سرور حاصل ہوتا تھا۔ حضرت اقدس صدیوں پہلے گزرنے والے اس عظیم قافلۂ دینی کے ایک اہم فرد تھے، جس کے فیوض و برکات سے دین اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ حضرت اقدس محبوب خدا کی ذاتِ مبارک صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کے اتباعِ رسول پاک کا نمونہ تھی۔ ہم نے حضرت اقدس کو صحابۂ کرام کے نورانی حالات و کیفیات میں ڈوبا ہوا مردِ مومن پایا۔ حضرت اقدس کا علم، تقویٰ، تدیّن اور خلوص و للّٰہیت کا خوب خوب مشاہدہ کیا، کمال علم کے ساتھ کمال تواضع اور انکسار جو آپ کی ذاتِ مبارک میں جمع تھا اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ منکرات سے اجتناب میں بے مثال اور دینی دعوت و تبلیغ میں گذشتہ بزرگوں کی یادگار، استغناء و بے طمعی بھی خصوصی صفت تھی۔ حضرت اقدس اپنے اطوار و عادات میں اور صفات و کمال میں سیدنا غوث اعظم اور سلطان الہند غریب نواز اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور استاذ الہند ملا نظام الدین فرنگی محلی کا مرقع جمیل اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ محمد نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمہ کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ کمال علم، طاقت لسانی، سوز و گداز، دردمندی، چارہ گری، اکرام مسلمین، عفو و درگذر، جوشِ اسلامی، اخفاء و کتمان،

تربیت و تعلیم اور تبلیغِ دین و قوتِ تاثیر کے جو حالات سیر الاولیا وغیرہ میں تحریر ہیں، اُن سب کو حضرت اقدس قدس سرہٗ کے حالات سے خاص تعلق اور مناسبت ہے۔ اس لئے یہ کہنا برحق ہے کہ حضرت اقدس محبوب خدا علیہ الرحمہ اس عہد کے سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین تھے۔ آپ کی بڑائی اور ارجمندی کی یہ بہت بڑی شہادت ہے کہ آپ کی ولایت و عظمت کا اعلان اُن کی روحانی محفل پاک میں ہوا۔

حضرتِ اقدس محبوب خدا قدس سرہ کے بارے میں یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اربابِ نظر اور اصحابِ یقین نے آپ کو پہچانا نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ حضرت اقدس کی اصل خوبیاں اور جوہر ذاتی اکثر کی نظروں سے پوشیدہ رہ گئیں۔ آپ کا ممتاز علمی کمال اور مواعظ حسنہ کی ایمان افروزی اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی سرگرمیاں شہرۂ آفاق تھیں۔ حضرت اقدس کا اصل حال و کمال روحانی کیفیت اور ایمانی حلاوت تھی۔ آپ مردِ مومن تھے، آپ کی قلبی کیفیت عجیب تھی، قلبِ مبارک ذاکر تھا۔ حتیٰ استرا کی حالت میں بھی شہادت کی انگلی مصروفِ ورد رہتی تھی۔ وفات کے بعد انگشت شہادت کا عمل اہلِ دل کو بے قرار کر گیا، نفس گیرا بھی آپ کی خاص صفت تھی۔ حالات چاہے جیسے ہوں، حضرت اقدس کو وہ وقار اور یکسر استقامت رہتے۔ کتابی علم ہی آپ کے نزدیک سب کچھ نہ تھا، اعلیٰ سے اعلیٰ علم کے باوجود تزکیۂ نفس اور تطہیر قلب کی ضرورت ضروری سمجھتے تھے، حضرت اقدس ارشاد فرماتے ہر لمحہ باطل پر غلبہ پانے کے بعد ایمان قلب میں راسخ ہوتا ہے۔ ہر آن اور ہر لمحۂ زندگانی میں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غلامی کی کوشش فرماتے۔ حق تو یہ ہے کہ آپ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے غلام تھے اور اسی غلامی کو مسلمانوں کے قلوب میں راسخ کرنے کی سعی و کاوش فرماتے۔ اس حقیقت کی ترویج کا حضرت اقدس کو

بڑا اہتمام تھا۔ بار بار فرماتے ہمارے بزرگ پہلے مسلمان بناتے تھے پھر مولانا بناتے تھے پھر پیرو رہنما بناتے تھے، اس ارشاد کا حرف حرف ترجمان ہے، آپ کی قلبی کیفیات کا، ایک خاص اصطلاح اور اس سلسلہ میں استعمال فرماتے کہ "مسلمان بن جاؤ"۔ مسلمان بن جانا ہی سب کچھ ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کا ہر ہر عضو مسلمان بن جائے۔ حق یہ ہے کہ حضرت اقدس محبوبِ خدا کے حالات و معمولات اور کیفیات و واردات اِن صداقتوں کے مظہر و پیکر تھے۔ صرف یہی نہیں کہ یکہ و تنہا اس حقیقت کے مبلغ تھے بلکہ اپنے زمانے کے اہلِ حق علماء کو بھی اس امرِ عظیم کی ترویج و تبلیغ کی طرف متوجہ فرماتے تھے۔ حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کے نفس ذکیہ کی برکتوں سے بڑی تعداد میں پاک نہادوں نے اس دولتِ عظمیٰ کو حاصل کیا۔ نصیبے کے بلند ایسے افراد و اشخاص کے نام بھی حضرت اقدس نے کبھی کبھی لئے، ایمان کی لازمی کیفیت یقین کی نعمتِ عظمیٰ سے آپ پورے پورے سرفراز تھے۔ اعتدال و توازن سے بھی حضرتِ اقدس بہرۂ وافر رکھتے۔ جذبات و تلون کا آپ کے یہاں دور دور تک نشان نہ تھا۔ غیر معمولی سکون و سکینت اور گہرائی و گیرائی بھی امتیازی وصف تھا۔ فہم و فراست میں مومن کامل کی آبرو اور اختلاف و افتراق اور غیبت و حسد سے سخت نفرت رکھنے والے، صرف ایک ہی خیال "مسلمان بنے رہنا" ہمہ وقت پیش نظر۔ حضرت اقدس محبوب خدا علیہ الرحمہ کے سارے امتیازات و خصوصیات اور کمالات و صفات یاد آتے ہیں اور قلب کو نورِ ایمان سے جگمگاتے ہیں۔ عالم قدس میں بھی پہنچ کر باطنی رہنمائی اپنے غلاموں کی کرتے ہیں۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ کے سچے غلام سچے مسلمان بن جانے کی کوشش و فکر میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی سچی تمنا ہے کہ جب وہ دنیا سے کوچ کریں نعمان کا یہ عالم ہو سے

انھیں جانا، انھیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد، میں، دنیا سے 'مسلمان' گیا

حضرت اقدس محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کے تفصیلی احوال و کمالات، خصائص و محاسن و محامد اور برکات و فیضان کے واقعات و کوائف کا لکھنا بڑے کمالات والے اہلِ قلم کو زیبا ہے۔ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ورسولہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ اہم ترین کام مخدومنا امین طریقت حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمود احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم جانشین حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان انجام دے رہے ہیں۔ فقیر نے حصول سعادت اور اپنی تعلیم سلوک کے لئے چند اوراق لکھے ہیں، جس میں کچھ احوال و صفات کا حصہ ہے اور تھوڑا حصہ خوارق و کرامات پر مشتمل ہے۔ حضرت اقدس قدس سرہٗ ہمیشہ راست گفتاری اور صدق بیانی کی تعلیم دیتے تھے۔ ہم نے ہر ہر سطر کی تحریر میں اس ارشاد کی پابندی کی ہے۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ اسی پابندی پر نفس کی آمد و شد کی منزل ختم ہو۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

غلام غلامان بارگاہ رفاقتی

فقیر واحد علی رفاقتی اشرفی

حالات وکمالات

خاندان اور ولادت طیبہ

مرشدنا حضرت اقدس امین شریعت مفتی اعظم محبوب خدا علیہ الرحمتہ والرضوان کی ولادت طیبہ سنہ ۱۳۲۶ھ میں ربیع الاول شریف مطابق ماہ کارتک سنہ ۱۳۱۶ فصلی میں ہوئی۔ تاریخی نام "مغفور" ہے۔ نانا بزرگوار حضرت شاہ وارث علی علیہ الرحمتہ والرضوان نے رفاقت حسین نام نامی تجویز فرمایا۔ بارہ برس کی عمر تھی کہ والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے والدین کریمین کا نسبی تعلق چوتھی پشت میں ایک ہو جاتا ہے۔ صوبہ بہار کے حضرت مخدوم شاہ سید جلال الدین قدس سرہ، حضرت اقدس کے مورث اعلی ہیں۔ ان کو حضرت امام المشائخ خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمتہ سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔ ان کے فرزند ارجمند حضرت مخدوم سید ابراہیم چشتی ان کے جانشین ہوئے۔ ان کا مزار قصبہ حاجی پور میں جڑھوا میں ہے حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالی علیہ سے حضرت مخدوم سید ابراہیم کے خصوصی مراسم تھے۔ حضرت گنج شکر نے مخدوم سید ابراہیم کے فرزند ارجمند حضرت مخدوم آدمی صوفی کو اپنی خلافت عنایت کی تھی۔ ایک سو گیارہ برس کی عمر میں گیارہویں صفر سنہ ۶۷۰ھ حضرت صوفی کا سال وفات ہے۔ آپ حضرت مخدوم سید شہاب الدین پیر جگ جوت رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے داماد حضرت بی بی جمال کے شوہر تھے اور اپنے

خسر کے جانشین بھی ہوئے۔ صوبہ بہار کے عظیم بزرگ و عارف مخدوم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور مخدوم سید احمد چرم پوش مرید و خلیفہ سلطان المرشدین مخدوم علاء الدین پنڈوی (مخدوم چرم پوش کی حقیقی ہمشیر حضرت مخدوم نور قطب عالم کی اہلیہ تھیں) دونوں بزرگوں کے حضرت مخدوم آری صوفی حقیقی خالو تھے۔ ان کے جانشین فرزند کو حضرت مولانا خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے بھی خلافت کا خلعت ملا۔ مخدوم سید جلال الدین کا شجرۂ نسب کنز الانساب میں حضرت مولانا سید شاہ عطا حسین گیاوی اور حکیم شعیب نے آثارات پھلواری شریف میں لکھا ہے۔ "اس خاندان والا شان میں اکابر مشائخ و اولیا بکثرت گزرے ہیں، جن کا فیضان دور دور تک پہنچا ہے، عہد شاہ جہانی تک بزرگوں کا مسکن بڑھوا حاجی پور رہی رہا۔ حضرت محب اللہ علیہ الرحمہ ترک سکونت کر کے اسلام آباد عرف بھوانی پور میں جا بسے۔ اس وقت سے اکثر و بیشتر افراد کا مسکن یہاں ہی ہے۔ اسلام آباد میں ہی حضرت اقدس کی ولادت طیبہ ہوئی اور ابتدائی عمر کے دس برس یہاں ہی گزرے۔"

تعلیم کا آغاز

حضرت اقدس قدس سرہ کے جد امجد حضرت شاہ حسین بخش قدس سرہ پورے خاندان میں علمی لیاقت اور تقویٰ و تقدس میں ممتاز تھے۔ دینی سیادت حاصل تھی۔ حضرت اقدس کی ولادت سے بہت پہلے ہی ان کا وصال ہو چکا تھا۔ حضرت اقدس کے نانا جان حضرت شاہ زیارت علی صاحب بڑے مرتاض اور خلوت نشین صاحب کرامات و تصرفات بزرگ تھے۔ حضرت اقدس کی تمام تر ابتدائی تعلیم و تربیت انھیں کی نگرانی میں ہوئی۔ قرآن پاک اور ابتدائی فارسی درسیات کا درس انھیں نے دیا۔

ان کی وفات کے بعد عارض پور میں مولانا طاہر حسین مرحوم سے فارسی متوسطات کی تعلیم پائی۔ چھ ماہ تک اعتبار پور میں مولوی محمد اسماعیل مرحوم سے فارسی کی منتہی کتابوں کا درس لیا۔ اس کے بعد درجہ چہارم تک اسکول کی تعلیم حاصل کی۔ یہاں سے منظفر پور کے مدرسۂ احمدیہ میں پہنچا دیا گیا۔ یہ مدرسہ غیر مقلد وہابیوں کا تھا۔ اور اس زمانے میں سید احمد رائے بریلوی کی نام نہاد تحریک کا علاقائی مرکز تھا۔ راسخ العقیدہ سنّی حنفی کے بچے کا غیر مقلدوں کے مدرسہ میں داخلہ تعجب کی بات تھی۔ اسلام آباد کے اہل خاندان میں اس کا بڑا چرچا ہوا۔ حضرت اقدس قدس سرہ کے والد ماجد کو بھی خبر کی گئی۔ وہ گھبرائے ہوئے منظفر پور گئے اور ناظم مدرسہ سے مل کر فرمایا میں اپنے بچہ کو واپس لے جانا چاہتا ہوں۔ ناظم نے وجہ پوچھی۔ انہوں نے برملا اپنے اندیشہ کا اظہار کر دیا۔ ناظم نے سن کر کہا ابھی تو عربی درسیات کی ابتدا ہے اس سے ان اندیشوں کا کیا تعلق ہے؟ لیکن اس جواب سے ان کی تشفی نہیں ہوئی۔ فکرمندی کے ساتھ گھر واپس آگئے اور کسی دوسری جگہ بھیجنے کی فکر کے ساتھ روز پنجشنبہ ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۲۴ھ رحلت فرمائے۔ اس مدرسہ میں بڑے بڑے نام نہاد غیر مقلد علماء آیا کرتے تھے۔ ناظم مدرسہ حضرت اقدس کے خاندانی حالات اور ذہانت و ذکاوت کا ذکر ان سب سے کرتے۔ سبھی ناظم کو خصوصی توجہ دینے کی ہدایت کرتے لیکن ان کو کیا معلوم تھا کہ یہی ہونہار طالب علم مستقبل میں وہابیت کا جنازہ نکال دے گا۔ اس گمراہ اور بے دین ماحول میں آپ اپنے رب تعالیٰ کی پوری حفاظت میں تحصیل علم میں سرگرم رہے۔ جلد ہی کریم کارساز نے حضور امین شریعت کو اس مبارک ماحول میں پہنچا دیا، جس کا چپہ چپہ پاک نہادوں کا مسکن و مدفن ہے جہاں کی خاک سے علم و فضل و عرفان کا باڑا بٹتا ہے۔ قصبہ بہار شریف کا مدرسۂ

عزیزیہ شہرہ آفاق تھا۔ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی اور حضرت مولانا حبیب الرحمن قدس سرہما کے عرفان و علم کا چراغ وہاں روشن تھا۔ اول الذکر سے مشکوٰۃ نبوی کا فیضان حاصل کیا اور آخر الذکر سے شرح وقایہ کا خصوصی درس لیا۔ حسن ادب اور ذہانت کی وجہ سے اساتذہ کے منظور نظر رہے۔ جون پور کا مدرسہ حنفیہ بڑی شہرت رکھتا تھا۔ حضرت اقدس کے والد ماجد قدس سرہ نے یہاں پڑھا تھا۔ بہار کے اکثر باہوش طلبہ اعلیٰ علوم کی تکمیل کے لئے مدرسہ حنیفہ پہنچتے تھے۔ اس وقت علامہ ہدایت اللہ خاں فاضل رام پوری کے تلمیذ ارشد حضرت مولانا عبد القادر سرحدی خیرآبادی علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔ حضور اقدس امین شریعت قدس سرہ نے اُن سے نور الانوار کا خصوصی درس حاصل کیا۔ حماسی بھی اُنھیں سے پڑھی۔ اصول فقہ میں درک و بصیرت مولانا سرحدی کے فیض توجہ سے حاصل ہوا۔ منطق اور اصول فقہ میں حضرت امین شریعت مدرسہ حنیفیہ کے ممتاز طالب علم شمار کئے جاتے تھے۔

اسلامی ہند میں علوم اسلامیہ کے امام اور تاجدار صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہ مدرسہ حنیفیہ کے ممتاز طالب علم اور اس کے ناموس کے علم بردار تھے۔ اُن کا بے حد تذکرہ یہاں ہوا کرتا۔ حضرت اقدس کے برادر بزرگ کے پیر طریقت حضرت مولانا سید طاہر اشرف دہلوی ثم کراچوی کا بھی اصرار تھا کہ دار الخیر اجمیر شریف کے دار العلوم معینیہ عثمانیہ بھیجوں ۱۳۴۶ھ وہ مبارک سال تھا جب حضور اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم قدس سرہ دربار خواجہ میں حاضر ہو گئے۔ اس دربار گرامی سے صدیوں سے آپ کا روحانی رشتہ قائم تھا۔ حضرت اقدس کے ہندوستان میں مورث اعلیٰ حضرت مخدوم سید جلال الدین حضرت غریب نواز کے پیر بھائی تھے۔ گویا کہ آپ اپنے جد بزرگوار کے کنارۂ عطوفت میں آ گئے۔ دار العلوم معینیہ عثمانیہ کے مالی مصارف

کے ذمہ نواب عثمان علی خاں نظام دکن تھے۔ طلبہ کو تعلیمی وظیفہ نظام دکن کے خزانہ عامرہ سے ملتا تھا۔ دستور کے مطابق داخلہ کا امتحان ہوا علمی استعداد اور ذہانت کی بنیاد وں پر اور سچ تو یہ ہے فضلِ خداوندی کے سایہ میں تکمیل اعلیٰ میں داخلہ لیا گیا اور ۱۴ روپیے ماہانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ اس مقام پر اختصار کے ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہندوستان میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ وہ واحد درسگاہ تھی جس میں دو قسم کا نصاب جاری تھا۔ ایک تکمیل اعلیٰ کا، دوسرا تکمیل دینیات کا۔ دوسرے نصاب کی تکمیل ان طلبہ کو کرائی جاتی تھی جن کی ذکاوت اور علمی استعداد کم ہوتی تھی۔ حضرت اقدس امین شریعت کی ذہانت دار العلوم کے سبھی اساتذہ کے نزدیک معتبر اور قابل تحسین تھی۔

حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ میں انخفار کمال کا جو حال تھا اس کی وجہ سے طالب علمی اور استعداد علمی کا کوئی بھی حال نہیں معلوم ہوا۔ کبھی بھی آپ کی زبان مبارک سے ایسی بات سننے میں نہیں آئی جس سے اعلیٰ مقام اور کمال کا اظہار ہوتا ہو۔ فضیلتہ الشیخ جانشین حضور امین شریعت حضرت مولانا محمود میاں قبلہ سجادہ نشین قبلۂ عالم حضور امین شریعت کے احوال و کمالات کے گہرے واقف کار ہیں۔ ان کو جونا گڑھ میں دار العلوم اجمیر شریف کی ۱۳۵۰ھ کی روداد مل گئی اور انہوں نے ایک موقع پر ملاحظہ کے لئے سرکار امین شریعت کو پیش کی سرکار نے روداد دیکھی تو فرمایا تم نے بڑی نایاب چیز حاصل کی۔ ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا "تکمیل اعلیٰ" کے آخری سال کے امتحان کے نتیجۂ امتحان میں خیالی میں میرے اسّی نمبر تھے۔ اس میں محصلہ نمبر کا غلط اندراج ہوا ہے اور ایک کتاب کا تو نمبر اور نام ہی چھوٹ گیا ہے۔

تعلیم ظاہری کا اختتام بالخیر

۱۳۴۹ھ میں قاضی مبارک، شمس بازغہ، امور عامہ اور مسلم الثبوت اور دیگر درس

رہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد محدث اعظم پاکستان استاذ الہند حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی شارح بخاری، حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی شرکاء سبق تھے۔ حضرت محسن الملت مولانا محسن فقیہہ اشرفی مقیم کراچی شمس بازغہ میں حضرت شاہ معین الدین محشر گیاوی شیر گھاٹوی مسلم الثبوت میں شریک تھے ــــ آخری امتحان میں ھدایہ آخرین، مطول، خیالی، توضیح تلویح، ان سب کتابوں میں محدث اعظم پاکستان حضرت استاذ الہند حضرت محدث مرادآبادی شرکاء درس تھے۔ مولانا محسن فقیہہ قاضی اور خیالی میں اور مولانا معین الدین محشر آخری تین کتابوں میں شامل درس رہے۔ سبھی کتابیں حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے پڑھائیں۔ حضور اقدس کے اول الذکر تینوں شرکاء درجۂ اعلیٰ میں کامیاب ہوئے۔ حاشیۂ قاضی جو آج بھی حضور اقدس امین شریعت قدس سرہٗ کے ذاتی کتاب خانہ میں ہے، دارالعلوم طرف سے انعام میں دی گئی تھی۔

آخری امتحان میں امتیاز

آخری سال کا یہ امتحان بعض اہم وجوہ کی وجہ سے بڑا معرکۃ الآراء تھا۔ مشہور زمانہ منطقی عالم حضرت مولانا فضل الحق فاضلِ رامپوری خصوصی طور پر امتحان لینے کے لئے بلائے گئے تھے۔ انھوں نے نتیجۂ امتحان کے بارے میں یہ رائے تحریر فرمائی:

"دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں حاضر اجمیر شریف ہوا اور حسب معمول دارالعلوم کی کتب تعلیمی میں سے چار کتب درجۂ اعلیٰ کا میں نے امتحان لیا۔ نتیجہ امتحان کا اندازہ ان نمبروں سے بآسانی ہو سکتا ہے جو ہر طالب علم کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چھ کامیاب درجۂ اعلیٰ کی کامیابی وہ بھی ایک بڑے مجمع میں جو

مجتمع حواس کے لئے بھی پریشان کن ہے۔ چہ جائیکہ سوالات علمی کا جواب اور اس میں کامیابی لیکن میں طلبہ کے جوابات سے نہایت مسرور ہوں"

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کا تدریسی فیضان ۱۳۲۴ھ میں اور ۱۳۵۴ھ تک بریلی بھیت کے مدرسۃ الحدیث اعلحضرت قدس سرہ کے جامعہ رضویہ منظر اسلام اور دار الخیر اجمیر شریف کے دار العلوم معینیہ عثمانیہ دار العلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں علی گڑھ مدرسہ مظہر العلوم بنارس میں جاری رہا اور پورے جوش و خروش آپ کا بحر علمی مواج رہا جس کی مدت تیس برسوں کے طویل عرصہ پر محیط ہے۔ بخارا، تاشقند، سمرقند عرب و عجم کے طالبان علام نے حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے بحر علم سے اپنی علمی تشنگی بجھائی۔ لیکن حضرت امین شریعت اور آپ کے شرکاء درس کی جماعت ہی وہ جماعت ہے جس نے امجدی بحر علم سے خوب خوب سیرابی حاصل کی۔ آپ کا اندازہ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے اس تاریخی جملہ سے ہوتا ہے کہ "میری پوری تدریسی زندگی میں صرف یہی جماعت ملی"۔

تعلیمی فیضان کا آغاز بریلی شریف میں

حضرت اقدس امین شریعت قدس سرہ اپنے مشفق و مربی استاذ مکرم حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کی معیت میں بریلی شریف آستانہ رضوی کے دار العلوم منظر اسلام میں آ گئے اور بلا معاوضہ تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ باقی اوقات میں اپنے مخدوم استاذ مکرم حضرت صدر الشریعہ سے متقدمین کی نایاب کتابوں کا درس لیتے۔ جانشین حضرت صدر الشریعہ حضرت علامہ شیخ الحدیث عبد المصطفٰے الازہری محدث اعظم پاکستان ماہنامہ پاسبان الہ آباد کے مئی و نمبر کے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ان کتابوں کے

نام سے کبھی علماء زمانہ واقف نہیں، افتخار الفقہاء حضرت علامہ اعجاز ولی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور نے دارالعلوم منظر اسلام کے طالب علم کی حیثیت سے خاص اکتساب فیض کیا۔ حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کو بارگاہ حجۃ الاسلام شیخ الانام امام حامد رضا جانشین اعلحضرت امام احمد رضا قدس سرہما میں محبوبیت کا اعزاز حاصل تھا۔ قاضی شریعت حضرت علامہ فضل کریم الحامدی الرضوی نے بیان فرمایا کہ جب حضرت امین شریعت قدس سرہ کو پیر و مرشد حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ دیکھتے ہی احترام دینے کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت مولانا شاہ انیس عالم قادری مفتی اعظم صوبہ بہار نے ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نے حضرت امینِ شریعت کے کمال فقاہت کی وجہ سے رضوی دارالافتاء کا "صدر مفتی" مقرر فرمایا۔ اللہ اکبر!

ایں سعادت بزور بازو نیست　　تانہ بخشند خدائے بخشندہ

تعلیمی درسگاہوں کی صدارت

دارالعلوم منظر اسلام، دارالعلوم محمدیہ جائس، مدرسۃ تاج المدارس جائس، جامعہ احسن المدارس قدیم کانپور، دارالعلوم شاہ عالم احمد آباد، مدرسۃ سکینہ دھورا جی گجرات جیسی نامور علمی درسگاہوں میں حضور اقدس امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کا مدتوں علمی و عرفانی فیضان جاری رہا۔ سولہ [16] برس جائس میں اور تیس [30] برسوں تک کانپور میں قیام رہا۔ اس مدت میں مشرق تا مغرب، شمال تا جنوب علمی و دینی تبلیغی سرگرمیاں جاری رہیں۔ چار لاکھ کم و بیش مسلمان آپ کے دامن ارادت سے وابستہ ہوئے۔ خاصی تعداد میں غیر مسلموں نے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔

شرفِ بیعت اور باطنی نہایت دربدائت

حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم قطب عالم محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی بزرگانِ سلف کی تابندہ و درخشندہ یادگار تھی۔ حضرت اقدس کے سبھی اساتذہ باکمال اہل باطن تھے۔ علمی کمال بے مثالی کے ساتھ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے سایۂ کرم میں تکمیل کو پہنچا۔ اور باطن کا فیض بھی انھیں کا مرہونِ منت ہوا۔ اسرار حضرت امین شریعت کے محرم و امین جانشین حضرت امین شریعت حضرت مولانا محمود میاں قبلہ سجادہ نشیں نے ایک موقع پر عرض کیا۔ حضور نے اپنے پیر و مرشد سے بیعت کیونکر حاصل کی۔ حضرت قبلۂ عالم امین شریعت علیہ الرحمۃ متقدمین مشائخ کبار کے طرز پر انتہائی جامع جواب افادہ فرمایا کہ "حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی ترغیب و تلقین پر" یہ رہبر و رہ نما کیسی بلند پایہ صفات کے بزرگ تھے۔ اس کے لئے ان چند سطروں کا پڑھنا ضروری ہے۔ حضرت صدر الشریعہ امام امجد علی اعظمی رضوی علیہ الرحمہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ مجدد اعظم کے ممتاز ترِ اعظم الخلفاء تھے اور یہ امتیاز ان کو اعلیٰحضرت قبلہ کی حیات میں ہی حاصل ہو چکا تھا۔ امام اہل سنت اعلیٰحضرت مجدد اعظم نے ان کے تعنقہ فی الدین کی شہادت دی ہے۔ علمی دنیا میں ان کا آوازۂ کمال بلند تھا۔ ۱۳۴۰ھ مجدد اعظم کا سال رحلت ہے۔ رجب ۱۳۵۰ھ اُن کے کمال کا دورِ کمال تھا۔ ہزاروں بندگانِ خدا اُن کے درس سے علم و عرفان کی دولت پائی۔ اس رہبر کامل و اکمل نے اپنے محبوب تلمیذ ارشد و اکمل کی باطنی تکمیل کے لئے خود ہی مرشد و شیخ کا انتخاب کیا۔ ایسا پیر و مرشد بھی کیسے ؟ جن کو مجدد اعظم بریلوی نے "آئینۂ حسنِ خوباں" کہا جو جمال و کمال غوثِ اعظم کا مظہرِ مرتبع تھے جو قادری و چشتی اسلاف کرام کے سچے جانشین تھے۔

غوث اعظم کا خون جن کی رگوں میں اور چشتی فیضان جن کے قلب پاک میں مواج تھا وہ ذات گرامی قدسی صفات اعلحضرت غوث الوقت مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین کچھوچھا شریف کی ہے۔ اعلحضرت غوث الوقت نے پنج شنبہ کے دن عصر و مغرب کے درمیان خواجۂ خواجگان حضرت غریب نواز کے مواجہہ اقدس میں حضرت اقدس امین شریعت کا دستِ مبارک اپنے ہر فیض دست اقدس و مبارک میں لے کر حضرت مولانا سید امیر کابلی حضرت مولانا عبد الکریم آخوند نقیر رام پوری حضرت مخدوم سید منور علی بغدادی الہ آبادی حضرت شاہ کبیر دولہ دریائی کے واسطوں سے غوثِ اعظم کے دست مبارک میں دے دیا۔

اگر کوئی شعیب آئے میسر تو شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

چشتی سلطان کے دربار میں قادری دولت مل گئی۔ اسی مجلس میں تمام سلاسل کی اجازت بھی عطا ہو گئی۔ ایک ہی وقت میں مرید بھی ہوئے اور پیر و مرشد بھی بنا دیئے گئے۔ خواجہ کی خواجگی کے صدقے ایک ہی آن میں سارے مراحل طے کرا دئے اللہ اکبر

خواجگی مل جاتی ہے خواجہ کا دم بھر کے تو دیکھے

اہل باطن کی اصطلاح میں اسی کو نہایت در بدایت کہتے ہیں۔

صفات و کمالات

حضرت اقدس پیر و مرشد امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ و الرضوان کی کی ذات گرامی بے مثال تھی۔ حیات طیبہ کا ہر گوشہ منور و درخشاں تھا۔ جس طرف سے دیکھئے باکمال نظر آئے۔ کمال والوں نے باکمال کہا۔ وہ اکابر اعاظم جو

شمع محفل تھے، آپ ان کی مجالس کی شمع فروزاں اور پاک نہاد قلب کا قرار و سکون تھے۔ بڑوں نے بڑا مانا۔ حضور اقدس کی زندگی میں عہد صحابہ کا اجالا تھا۔ صحابہ کرام کی پیروی و غلامی کا نور آپ کے چہرۂ زیبا پر درخشاں تھا۔ قبلۂ عالم حضرت امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک نامور خواجہ تاش اور مرتبہ شناس حضرت علامہ سید ظہیر احمد زیدی حامدی رضوی پروفیسر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ حق کے اظہار کے لئے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت امین شریعت مولانا سید شاہ رفاقت حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ کے تقریباً اسّی سال گزارے۔ آپ کی زندگی اسلاف کبار کے نقش قدم پر تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی کو فیض خاص سے نوازتا ہے تو اس کے عقیدہ و عمل کی حفاظت فرماتا ہے، اور اسکو مکارم اخلاق سے محفوظ فرما دیتا ہے۔ آپ اپنے رب تعالیٰ کی حفاظت میں نہایت صحیح العقیدہ راسخ الخیال، راست باز اور صاحب عمل صالح رہے۔ حضرت امین شریعت نے اپنی پوری زندگی میں آخر وقت تک حق و صداقت کی حمایت میں باطل پرستوں اور بد مذہبوں سے جہاد فرمایا۔ رب ذوالمنن کا آپ پر بے حساب و نہایت احسان تھا کہ اس نے آپ کو اتباع سنت اور علم نافع کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ عظمتِ انسانی، شرف علمی اور سعادتِ عملی کے اعلیٰ مدارج کی طرف گامزن فرما دیا۔ آپ کا نصیبہ بیدار تھا۔ اساتذہ کرام اور پیر و مرشد دونوں بے مثال ملے۔

حضرت امین شریعت کی زندگی، تعلیم، تبلیغ، تلقین، احقاق حق، رد ناحق اور جہاد بالنفس میں بسر ہوئی۔ غناء نفس، رضا باللہ، صبر، توکل، قناعت، زہد، اتقاء، عزلت نشینی اور فقر الی اللہ کی زندگی تھی۔ کمالِ علم کے ساتھ فقر و استغناء، جلالت

مرتبت کے ساتھ عجز و انکسار بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ موصوف ان خصائل حمیدہ سے پورے طور پر متصف تھے۔ اللہ جل و علا کی راہ میں کبھی مناظر حق نظر آتے، کبھی مسندِ تدریس پر جلوہ افروز، کبھی تبلیغ دین کے لئے مسافر فی سبیل اللہ کبھی سریر آرائے وعظ و تذکیر اور کبھی معرفت حق و عرفانِ نفس میں مراقب و مشاہد، امتِ مسلمہ کی دینی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے، افتاء کی خدمت انجام دیتے، آپ کی مجلسیں نورِ علم و عرفان سے منور تھیں۔ ہر قسم کی غیر شرعی امور سے محفوظ و مامون زندگانی ہر گوشہ اسلاف عظام کا کامل نمونہ۔ آپ کی مجلس و صحبت میں رہنے والے مسائل شرعیہ اور رموز معرفت سے مستفید رہتے۔ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ اپنے معمولات و اوراد کے سختی سے پابند تھے۔ سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا انجمن، خانقاہ میں ہوں یا درسگاہ میں، ایک روحانی کیفیت میں رہتے اور یہ فیض آپ سے جاری رہتا شان ولایت بھی یہی ہے کہ جب ولی کی صحبت میں بیٹھے تو دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ بلاشبہ آپ کی صحبت میں یہ شرف حاصل ہوتا تھا۔ اس عاجز نے آپ کو عجز و انکسار، تواضع اور دیگر فضائل اخلاق میں سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا متبع پایا۔ آپ کا قلب ذاکر تھا۔ متعدد بار حضرت سے معانقہ کا موقع ملا۔ قلب کی کیفیات کچھ عجیب تھیں۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں چند کو چھوڑ کر سب ہی نافع، صاحب استغناء اور صاحب علم و فضل ہوئے۔ یہ حضرت صدر الشریعہ کا فیضان تھا۔ آپ کے تلامذہ میں جو جماعت اپنے دور میں اسلام کا منارہ عظمت سمجھی گئی وہ وہی جماعت ہے جس میں حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ شامل ہیں۔ ان اصحاب علم و کمال سے ہر ایک کی اپنی اپنی امتیازی خصوصیات تھیں۔ ان میں سے ہر ایک آسمان

علم وفضل پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے۔ جن کے نورِ علم بے شمار تشنگان کو منور کیا۔ لیکن وہ خصوصیات جس میں یہ سب ہی مساوی درجہ رکھتے ہیں، ان کا علم وفضل اور تقویٰ وطہارت ہے۔ ان میں سے ہر ایک نہایت پاک سیرت خلوص وللہیت سے سرشار ان میں سے ہر فرد عابد بھی تھا اور زاہد بھی لیکن حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ ان سب میں عظیم روحانی خصوصیت کے حامل تھے۔ بڑی کثیر تعداد میں مسلمانوں نے ان سے روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے۔ کچھ عجیب نادر خصوصیات کی حامل آپ کی ذات گرامی تھی۔ صدیوں پہلے ایسے بابرکت افراد پیدا ہوا کرتے تھے۔ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ بندوں کے درمیان نعمت خداوندی کی خاص نشانی تھے۔"

دینی خدمات اور کارنامے

قبلۂ عالم حضرت امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ والرضوان نے دین متین کی ہمہ جہت خدمت کی۔ اپنے نورِ علم سے تشنگان علم کو سیراب کیا۔ تقاریر و واعظ سے عوام وخواص کو مستفید فرمایا، اصلاح حال فرمایا، دینی بیداری کا جذبہ پیدا کیا۔ تصانیف کے ذریعہ احیاءِ اسلام کی سعی کی، تبلیغی سفر کے مشکلات کا سامنا ہوا لیکن خاموشی اور للہیت کے ساتھ تبلیغ حق اور ترویج مذہب اہل سنت لگے رہے۔ قتل کی دھمکیاں ملیں، بے آبروئی کا خوف دلایا گیا لیکن ان میں سے ایک اقدام بھی اس مبارک عزم کی راہ میں حائل نہ ہو سکے، اعانت حق کے لئے چل پڑے، باطل کو للکارا، فتنوں کی تاریکیاں آپ کے عزت وناموس سے ٹکرائیں لیکن باطل سے سمجھوتہ نہیں کیا، تکلیفیں اٹھائیں لیکن حق سے سر موانحرف کا خطرہ

کبھی دل میں نہ آیا۔ بارہ برس کی عمر میں طلب دین میں نکلے تو دم واپسیں کبھی اسی حال میں رہا، اپنی بولی سے، اپنے عمل سے عظمت دین اسلام کا چراغ روشن کیا۔ جہاں جہاں کبھی آپ کے مبارک قدم گئے، ایمان کا اجالا پھیل گیا۔ اذعان و یقین کے حصول کے لئے حضرت اقدس امین شریعت کے حلقہائے ارادت کو جاکر دیکھ لیا جائے، تحزب اور گروہ بندی سے کوسوں دور رہتے۔ مسلک اعتدال بھی ایک امتیازی وصف تھا۔ درجنوں اہل خانقاہ کی اصلاح فرمائی۔ ان میں ان کے اسلاف کا نور ایمانی روشن کیا، مساجد کا قیام، مدارس و مکاتب کی تاسیس اور اہل صلاح و فلاح کی رہنمائی کی حلقہائے ذکر منعقد کرائے، اصلاح باطن اور تطہیر قلب و نظر کے لئے پاک نہادوں کو اجازت و خلافت کی نعمت عطا کی۔ حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ کی ساری سرگرمیوں کا محور و مرکز صرف ایک ہی تھا کہ مسلمان با ایمان جئے اور رسول پاک کا سچا غلام بن کر زندہ رہے اور اسی پر اس کا خاتمہ بھی ہو۔ الحمد للہ یہ جذبۂ سعید حضرت اقدس کے ہزاروں ارادت مندوں میں بیدار ہے۔ کریم بندہ نواز کا بے شمار فضل ہے کہ حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا ہم غلاموں کو مسلمان بنائے گئے، ایمان کی حلاوت بخشے گئے اور آپ کا روحانی فیضان اب بھی ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔

مذہبی و ملّی جماعتوں کی سربراہی

قبلۂ عالم پیر و مرشد حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ والرضوان نے دین متین کی سربلندی کے لئے قائم ہونے والی سبھی جماعتوں سے اشتراک فرمایا۔ وحدت مذہب اہل سنت کے زبردست حامی و داعی تھے مرکز اہل سنت بریلی

شریف کی مذہبی تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ کا احیار کیا۔ اس کی کانفرنسیں اور اجماعات کر کے تنظیم اہل سنت کا بھر پور قائم کرائی۔ آل انڈیا تبلیغ سیرت الٰہ آباد کو بھر پور تعاون دیا۔ کل ہند سنی جمیعتہ علما بمبئی کی تائید و نصرت کی، ادارۂ شرعیہ صوبہ بہار کے استحکام کے لئے دورے کئے۔ جن جماعتوں کے ساتھ تعاون فرمایا صرف دین حق کی بلندی کے لئے کیا۔ تحزب اور اقتدار پسندی سے بالکل کنارہ کش ہو کر کہا، سچ ہے ایسے بے نفس کردار کے رجال صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

میر مجلس اور شمع محفل

حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمتہ والرضوان کے دیدار سے مشرف ہونے والے ابھی سبھی لوگ عرصۂ حیات میں موجود ہیں، سب نے دیکھا جس مجلس میں بھی حضرت اقدس تشریف لے گئے، اپنے رب کریم کے فضل و کرم سے میر مجلس اور شمع محفل مانے گئے۔ علوم ظاہری کے ماہروں نے سر آنکھوں پر بٹھایا، اہل عرفان نے قلب کا نور اور آنکھوں کا سرور مانا سرداری اور مقتدائیت کی حضرت اقدس سے صحیح شان قائم ہوئی۔ بڑی بات یہ بھی ہے کہ وہ افراد جن کو دینی اختلاف تھا غیبی تنبیہات کے ذریعہ حضرت اقدس امین شریعت کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر مطیع و معتقد ہوئے۔ جانشین حضرت اقدس امین شریعت قبلہ گاہی حضرت مولانا محمود میاں مدظلہ سے ایک ایسے ہی واقعہ کی اطلاع ملی ہے۔

"جائس شریف ضلع رائے بریلی بزرگوں کا مشہور قصبہ ہے۔ سلاطین اودھ کے اثر کی وجہ سے رفض کا یہاں شیوع ہوا۔ جس زمانے میں حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمتہ والرضوان یہاں تشریف فرما تھے ان کے "قبر الشریف"

کی قبیح و شنیع کارروائی زوروں پر تھی۔ حضرات اہل حق صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بلند و عظیم شانوں میں جرأت و گستاخی حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے سچے غلام صحابہ کرام کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ آپ نے طاغوتی طاقتوں کے ایماء پر قوت ہمت باندھی اور عزیمت کے میدان میں اتر پڑے۔ دست و زبان دونوں کو کام میں لگا دیا۔ انجام کچھ دنوں کے لئے ابتلاء کی منزل سے بھی گزارے گئے۔ قید محن کی مشقت بھی اٹھائی، زنداں کی سختیاں بھی پوری قوت ایمانی سے برداشت کی۔ اس زمانہ میں میر محمد صاحب ساکن کنبھی ضلع پرتاپ گڑھ جو ریاست کدوارہ میں ممتاز عہدہ دار رہ کر وظیفہ یاب تھے، بکثرت حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں وہابیت کے کچھ جراثیم بھی تھے۔ انہوں نے ایک دن حضرت اقدس سے اپنا ایک خواب بیان کیا:

رات میں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ تحیر کی کیفیت اب بھی ہے۔ ایک بڑے جلسہ میں گیا۔ بڑا اژدہام تھا۔ عجیب عجیب نورانی شکلوں کے حاضرین سے جلسہ گاہ جگمگا رہا تھا۔ منبر پر بڑے ہی روشن چہرہ والے معمر بزرگ رونق افروز تھے لیکن تقریر نہیں فرما رہے تھے۔ تخت کے ارد گرد منور صورت خدام عمامہ بر سر اور عصا در دست کھڑے تھے۔ دل کی عجیب کیفیت تھی۔ تحیر کا عجیب عالم تھا۔ آہستہ آہستہ تخت تک پہنچا اور حاضرین سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ بتایا گیا، یہ امیر المومنین حضرت علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا۔ مولانا فاقت حسین کو بلاؤ۔ کھڑے ہوئے قدسی صفات بزرگ تیزی سے گئے۔ چند لمحوں کے بعد آپ کو لے کر روبرو کھڑا کر دیا۔ آپ کو حکم ہوا اوپر

تخت پر آؤ۔ آپ نے احتراماً عرض کیا، غلام کی یہی جگہ ہے۔ حکم ہوا، نہیں تمہاری یہ جگہ ہے۔ حکم کی تعمیل میں آپ تخت پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت اور قریب آنے کا حکم کیا۔ اس کے ساتھ حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کے بعد اپنے سر مبارک کا عمامہ آپ کے سر پر باندھ کر فرمایا، جاؤ ہمارے ان نام نہاد چاہنے والوں کے خلاف جہاد کرو، نصرتِ خداوندی تمہارے ساتھ ہے۔

اس واقعہ کو سنانے کے بعد میر محمد صاحب مرحوم نے کہا سبحان اللہ مولانا آپ کا یہ مقام و مرتبہ ہے۔ بکثرت حاضری کے باوجود وہابیت کے اثرات کی وجہ سے آپ سے حسن اعتقاد کامل نہ تھا اب اس سے تائب ہوتا ہوں۔"

عمامہ کا رنگ اور اس کی بندش کی وضع کی وجہ

حضرت اقدس امین شریعت محبوبِ خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کو "یوضع لہ القبول" سے سرفراز کیا گیا۔ آپ بزرگوں کی بارگاہوں میں محبوب ومقبول تھے۔ اخفار حال کی وجہ سے بہت کم ایسے واقعات کا علم حاصل ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں کا سلوک ضرور دیکھا ہے۔ عارفانِ حق آپ کی بڑی تکریم کرتے۔ حضرت اقدس کے عمامہ شریف کی بندش کا طرز منفرد تھا۔ بڑی عجیب شان اس وضع و طرز میں تھی۔ بھیکی پور شریف ضلع رائے بریلی میں ایک مرد خدا حضرت شاہ عبدالصمد صاحب حضرت بابا سید تاج الدین ناگپوری قدس سرہما کے خاص پروردہ بزرگ تھے۔ ان کے ایک خادم حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں کانپور مدرسہ احسن المدارس قدیم کے حجرۂ قدیم حاضر ہوئے۔ آدمی پاک نہاد معلوم

ہوتے تھے۔ ان سے حضرت اقدس علیہ الرحمۃ عمامہ شریف کے وضع وطرز بندش کے بارے میں فرمایا، بخت بیدار ہوا۔ حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدار حاصل ہوا۔ حضرت کے عمامہ مبارکہ کی طرز بندش کی نیرالی شان دیکھی۔ اس کے بعد سے ہی اسی رنگ اور اسی طرز کی پیروی کر رہا ہوں۔

نہر فرات سے متعلق ایک واقعہ

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاک و مبارک نام نامی کے تذکرہ سے نہر فرات سے متعلق ایک واقعہ یاد آگیا۔ حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان حج کا فریضہ ۱۳۷۴ھ میں ادا کر چکے تھے۔ ۱۳۷۸ھ میں مقامات مقدس مبارکہ کی زیارتوں کے لئے عازم سفر ہوئے۔ کربلا معلی کی حاضری کا شرف بھی حاصل کیا۔ واپسی کے بعد مخصوص خادموں نے خاص واقعات والطاف کے واقعات سننے کی درخواست کی۔ فرمایا، آستانہ امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری کے لئے جارہا تھا۔ جون کا مہینہ تھا۔ بڑی شدت کی گرمی تھی۔ نہر فرات پہلے بڑا دریا تھا۔ اب چھوٹی سی نہر ہے۔ پیادہ دریا طے کرتے وقت پانی خوب ٹھنڈا معلوم ہوا۔ چلو میں پینے کے ارادہ سے پانی لیا تھا کہ یاد آگیا، یہی وہ پانی ہے جو رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب نواسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اعوان وانصار پر بند کر دیا گیا تھا۔ اس خیال کے ساتھ ہی ہاتھ سے پانی گر گیا" اتنا فرمانا تھا کہ حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ کی حق نگر آنکھوں سے آنسوؤں کا قطرہ گر گیا۔

حضرت غوثِ اعظم سے نسبتِ خاصّہ

حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمنۃ کو حضرت سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبتِ خاصّہ حاصل تھی۔ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ پر خاص کرم اور نگاہِ عنایت تھی۔ کل چھ واسطوں سے غلامی کا شرف حاصل تھا۔ قربیت کا فیضان ایسا ہوا کہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کی سات اجازتیں و سات واسطوں سے مزید حاصل ہوئیں۔ حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمہ دربارِ عالیہ قادریہ بغداد مقدس حاضر ہوئے۔ الطاف و عنایات کی بارش شروع ہو گئی۔ نقیب الاشراف حضرت پیر سید ابراہیم الجیلانی سجادہ نشین علیہ الرحمہ نے کسی سابق تعارف کے بغیر آپ کو بلا بھیجا۔ مصافحہ و معانقہ سے نوازا۔ خاص قبر انور تک ساتھ لے گئے اور حاضرین نے حاضر ہونا چاہا تو اجازت نہیں دی۔ حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ کے مرید حاجی سید عبدالرشید سہسوی مرحوم کو حضرت کی خواہش پر اجازت عطا ہوئی۔ حضرت نقیب الاشراف علیہ الرحمہ نے خصوصی دعوت کی اور تبرکات عطا فرمائے۔ چالیس دن کے خصوصی چلّہ اور حاضری میں کیا کیا عطا ہوا اس کا تذکرہ کبھی بھی آپ کی زبان مبارک پر نہیں آیا۔ کچھ ایسے حالات پیش آگئے کہ آپ کے معلم سید سلیمان عنقاوی مکی نے زرِ امانت بغداد مقدس نہیں بھیجی۔ ۱۸ ذی الحجہ تک ساری ظاہری کوشش ختم ہو گئیں۔ اس وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی دستگیری فرمائی کہ سفارتِ خانۂ عراق نے خاص نمائندہ کو باب الشیخ دربار پاک میں بھیجا۔ اس نے صدا لگائی من مولانا الشیخ

رفاقت حسین الھدیٰ۔ پہلی آواز پر حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ اس نمائندہ کے پاس گئے۔ اس نے ہاتھ پکڑا اور ٹیکسی میں بیٹھا کر عراقی سفارت خانہ لے گئے۔ ہوائی جہاز کا ٹکٹ و ویزا کے ساتھ دے کر مرحبا مرحبا یا الشیخ کہہ کر رخصت کیا۔ حضرت اقدس دربار پاک میں حاضر ہوئے اور رخصتانہ سلام عرض کیا۔ اس وقت ایک حقیقت شناس عارف نے کہا آپ جا کیسے سکتے تھے۔ آپ کو حضرتِ غوثِ اعظم نے روکا تھا، سبحٰن اللہ۔

جامعۂ حضرت امام اعظم سے شیخ کا اعتراف و اصرار

حضرت اقدس امین شریعت قدس سرہ حنفی المذہب اور فقہہ حنفی کے کمال درجہ ماہر بھی تھے۔ چنانچہ دربار قادریہ کی حاضری کے دوران حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے آستانہ عالیہ پر بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ شیخ الجامعہ درس دے رہے تھے۔ اصولِ فقہہ کی کوئی کتاب زیر درس تھی۔ حضرت اقدس امین شریعت سادہ لباس میں تھے اور اسی حالت میں جا کر طلبہ کی صف میں بیٹھ گئے۔ سبق ختم ہوا تو شیخ الجامعہ سے فرمایا، آج کے سبق کی تقریر میں کچھ میرے شبہات ان کو عرض کرنے کی اجازت دیں۔ شیخ الجامعہ نے جلدی سے کہا، عرض کرو، حضرت اقدس امین شریعت نے ان کی تقریر پر اعتراض کی تقریر فرمائی شیخ الجامعہ نے جواب دیا۔ حضرت اقدس امین نے اس تقریر کے کچھ پہلو پر دوسری تقریر کی۔ اب ان کو اندازہ ہوگیا کہ آپ کو رسوخ فی العلم حاصل ہے۔ تعارف حاصل کرنا چاہا، کہاں پڑھا، کہاں پڑھاتے ہیں۔ میری دلی خواہش

ہے کہ آپ یہاں رہ جائیں۔ ہر قسم کی سہولت دینا میرا کام ہے حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ والرضوان نے فرمایا، ہندوستان میں فقیر کی زیادہ ضرورت ہے۔ دین کی خدمت کا بڑا کام فقیر کے ذمہ ہے۔

تلاوتِ قرآن پر ایک عارف کا استعجاب

حضرت اقدس پیر و مرشد امین شریعت علیہ الرحمہ کو تلاوت قرآن پاک کا خاص ذوق عطا فرمایا گیا تھا۔ غیر معمولی وارفتگی کے ساتھ تلاوت فرماتے مومن کی پہچان بتائی گئی ہے کہ مومن کا دل قرآن پاک کی تلاوت سے اور نماز سے اور مسجد میں بیٹھنے سے نہیں گھبراتا۔ مومن کے دل کا قرار ان تین چیزوں میں ہے ان حقائق پر جتنا غور کیا جائے گا اتنا ہی اسرار حق منکشف ہوگا۔ حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان تینوں صفات سے پورے پورے متصف تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا حضرت اقدس امین شریعت علیہ الرحمہ ایک خاص انداز سے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس دوران آپ پر یہ احساس طاری ہے کہ یہ کس کا کلام ہے اور کس محبوب و افضل بندہ و رسول پر اس کا نزول ہوا ہے۔ آواز و صوت کے اتار چڑھاؤ کی ہر کیفیت سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا ساحتِ سینہ تلاوت قرآنی سے پر نور ہے۔

حضرت اقدس علیہ الرحمہ ایک دن آستانہ عالیہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے۔ بغداد مقدس کے ایک عارف عالم دین حاضری کے لئے حاضر ہوئے اور دیر تک آپ کی تلاوت

قرآنی کی کیفیت روحانی انبساط حاصل کرتے رہے۔ جب آپ تلاوت سے
فارغ ہوئے تو انھوں نے سلام میں تقدیم کی اور مرحبا مرحبا کہہ کر معانقہ کیا اور
مبارکباد دی اور فرمایا، شیخ آپ کی تلاوت قرآن پاک کی بڑی شان ہے۔ صوت
ولہجہ کے اتار چڑھاؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ فہم قرآن کا آپ کو وافر حصہ عطا ہوا ہے۔
یہ سن کر حضرت اقدس نے الحمد للہ کہا۔

ادائیگیٔ نماز کی کیفیت اور حقیقت صلوٰۃ

نماز اسلام کا وہ رکن اعظم ہے جس میں عبد اپنے معبود کی بارگاہ بے نیاز
میں سرتاپا حاضر رہتا ہے۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ اور ارحنی یا بلال
کا نبوی پاک وپر انوار ارشاد اس کی افضلیت پر ناطق ہے کانک تراہ
سے قرب حق جل مجدہ کی صاف اور واضح اعلان ہے۔ پیر و مرشد حضرت امین شریعت
محبوب خدا علیہ الرحمہ والرضوان ان نادر الوجود مردان خدا جل مجدہ میں تھے۔
جن کے افعال واعمال سے اسرار حق آشکار ہوتے تھے۔ حضرت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی سچی غلامی اور پیروی نے آپ کو قرب حق تعالیٰ عطا کیا تھا کم ایسا
ہوتا تھا کہ آپ سے پہلے کوئی نمازی نماز کے لئے مسجد شریف میں حاضر ہوا ہو۔
مسجد شریف میں پنجوں کے بل چل کر اگلی صف میں پہنچتے۔ شمائل نبوی میں حضرت
رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول لکھا ملتا ہے۔ حاضری مسجد شریف
کے دوران ایک خاص کیفیت آپ کو حاصل ہوتی۔ انتہائی ادب اور احترام
اور تبتل خشیت وخضوع کے ساتھ تکبیر باندھتے۔ ادائیگی صلوٰۃ کے دوران
کی کیفیات سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کس کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔

آپ کا "تراہ" اور "کانہ یراہ" کی کیفیات سے سرفراز ہیں۔ ارکان کا پورا پورا لحاظ آپ کی عادت بن گیا تھا۔ حق یہ ہے کہ حضرت اقدس پیر و مرشد امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ کو حقیقت صلوٰۃ حاصل تھا۔ نہایت عاجزی سے قیام کرتے۔ حیرت کے ساتھ رکوع کرتے اور فرط شوق میں سجدہ ادا کرتے۔ عبد کی حاضری معبود جل شانہ کی بارگاہ بے نیاز میں کس طرح ہوتی ہے آپ کی نماز اس کی ترجمان تھی۔

درود پاک کا ورد اور محاسبۂ نفس

ذات پاک حضرت حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ و الرضوان کا خاص غلامانہ رابطہ تھا۔ حب نبوی میں آپ سرشار رہا کرتے تھے عارفان حق نے فرمایا ہے کہ جس کو بارگاہ نبوی میں جتنا تعلق ہوگا آپ کی جناب کے گستاخوں سے اتنی اندر اسے نفرت و کدورت ہوگی۔ یہی وجہ تھی حضرت اقدس دیوبندی وہابی رافضی تبلیغی قادیانی دین و مذہب کے متبعین سے سخت متنفر اور بیزار تھے اور اُن کا رد و طرد کیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس درود پاک اور کلمۃ التوحید کا ورد بکثرت کرتے تھے اور انھیں دونوں کی تعلیم و تلقین اپنے مریدوں کو کرتے تھے۔ یہ وہ مبارک ورد ہے جس سے بندہ کو درجۂ فنا حاصل ہوتا ہے اور خطرات اور آرزوؤں میں کمی آجاتی ہے اور جاگتے اور سوتے انوار نظر آتے ہیں۔ لاریب! حضرت اقدس کو یہ مقام بھی حاصل تھا۔ نفس کا محاسبہ آپ کا خاص معمول تھا۔ آپ ہمیشہ اس کا بشدت

خیال رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کم کلام کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے
اس کا بھی حساب دینا ہوگا اللہ اکبر۔ جب تحریر فرماتے تو اتنا ہی لکھتے
جس کی واقعی ضرورت ہوتی۔ تمام تصانیف اور خطوط اس کے گواہ
ہیں۔ حوائج کے علاوہ ہر آن محاسبۂ نفس اور کلمۃ التوحید اور درود شریف
کے ورد میں مشغول۔ ذالک فضل اللہ۔

کرامات و تصرفات

①

فقیر واحد علی شیدا رفاقتی اشرفی ایک بارات میں موضع چیپٹہ ضلع اٹاوہ گیا شامتِ اعمال سے ایک قد آدم گہرے حوض میں گر گیا۔ برادر دینی وایمانی جناب صوفی محمد امان اللہ خاں صاحب رفاقتی ہمراہ تھے۔ انہوں نے بکمال مہربانی مجھے نکالا پاؤں کا کھولا اور ہاتھ اکڑ گیا۔ چند دنوں بعد ہاتھ خشک ہونا شروع ہوگیا۔ آقائے نعمت پیر و مرشد برحق حضرت امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ عالی جاہ میں کانپور حاضر ہوا عرض حال کیا فرمایا، بھیڑ کا دودھ مالش کرو۔ خادم غلام نے مالش کروایا۔ ہاتھ کا خشک ہونا بند ہوگیا۔ موضع بچھر جاپور ضلع فرخ آباد قنوج میں میری آمد و رفت تھی۔ حاجی عبدالغفور مرحوم میرے مخلص میں تھے ایک بار یہاں آیا تو حاجی مرحوم نے کہا کہ حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم کانپور کے مبارک قدموں کو ہمارے یہاں لائیے۔ میں کانپور حاضر ہوا۔ حضرت اقدس قبلۂ عالم کی بارگاہ میں حاجی صاحب کی درخواست پیش کی۔ حضرت قبلہ نے فرمایا، تم کو بھی ساتھ چلنا ہوگا۔ خادم غلام ایک دن پہلے کانپور حاضر ہوگیا۔ حضرت اقدس علیہ الرحمۃ بچھر جاپور تشریف لے

گئے۔ شب میں مبارک وعظ کا جلسہ ہوا۔ کثیر تعداد میں سامعین تھے بڑی ایمانی و عرفانی تقریر ہوئی جلسہ دو روزہ تھا مگر آپ نے فرمایا جلسہ کی ضرورت پوری ہو گئی۔ دوسرے دن ارشاد و موعظت کے انوار بانٹتے رہتے تیسرے دن واپسی ہوئی۔ نفقیر خادم غلام بھی ہمرکاب رہا۔ گاڑی آنے میں دیر تھی چنانچہ ٹکٹ لے کر ایک چبوترے پر چادر بچھا دی گئی۔ حضرت اقدس اس پر تشریف ہوئے اور خادم غلام ٹہلنے لگا۔ دیکھتا تھا کہ حضرت اقدس خادم غلام کو ایک خاص انداز سے دیکھ رہے ہیں۔ چند لمحوں کے بعد پُر جلال لہجہ میں فرمایا واحمل علی عرض کیا حضور حاضر ہوا ارشاد فرمایا تم ابھی تک لنگڑا رہے ہو فوراً" احساس ہوا کہ درد جاتا رہا اسی لمحہ میں گاڑی آ گئی حضرت اقدس نے مسکرا کر فرمایا اللہ شافی اللہ کافی بس وہ دن ہے کہ آج تک مجھے کسی دن لنگڑاتے ہوئے نہیں دیکھا احباب پوچھتے کون سی دوا استعمال کی نفقیر عرض کر دیتا حضرت پیر و مرشد برحق نے نگاہ کر دی احباب کہتے پُروا ہوا چلے گی تو درد ہو گا لیکن جس درد کو ولی خدا نے اپنی نگاہ کرم کے تصرف سے سلب کیا، کیا مجال کہ وہ پھر لوٹ آئے۔

(۲)

حضرت اقدس پیر و مرشد امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمتہ و الرضوان نے خادم غلام کو ۱۹۷۵ء میں بھرتنا ضلع اٹاوہ یو۔پی کی جامع مسجد اور مدرسہ غوثیہ کی مدرسی و امامت پر مامور فرما کر روانہ فرمایا۔ احول ناساز گار دینی خدمات کے امکانات کم سے کم لیکن حضرت اقدس کے فیض کرم سے چند ماہ کے

بعد ہی دینی خدمات کے لئے فضا قائم ہو گئی۔ فقیر کے اہل و عیال اس دور میں کانپور ضلع اٹاوہ رہتے تھے ان کی خبر گیری کے لئے ایک بار کانپور گیا۔ اہلیہ کی طبیعت مضمحل دیکھی چہرہ پر سرخ دانے نمودار تھے۔ اور ورم بھی کافی تھا۔ علاج و معالجہ کوئی کارگر نہیں ہوا۔ دوبارہ گیا تو طبیعت اچھی پائی پوچھا کیسے اچھا ہوا کون سی دوا استعمال کی بولیں یہ سب حضرت پیر و مرشد کے کرم کا فیض ہے۔ میں نے کہا پوری بات بیان کرو بیان کیا، ایک رات خواب میں حضرت قبلۂ عالم کا دیدار ہوا سرکار نے فرمایا تمہارے چہرہ پر یہ داغ کیسا ہے عرض کیا نہ جانے یہ کیا ہو گیا ہے بہت علاج کیا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ ارشاد فرمایا کریم لگا لینا۔ بس آنکھ کھل گئی۔ اپنی والدہ سے کہا انہوں نے کہا یہ خواب کی بات ہے۔ چھوٹی لڑکی نے سنا تو اس نے کہا نہیں اماں حضرت سرکار نے جو علاج بتایا ہے اس کو ضرور کریئے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ محلہ کی ایک لڑکی کریم لے کر آ گئی اور چھوٹی بچی اپنے ہاتھ سے کریم لگا دیا۔ دوسرے دن داغ غائب تھا۔

(۲)

ایک بار خادم غلام بارگاہ رفاقتی فقیر واحد علی گیارہ محرم الحرام کو یہ خیال کر کے حاضر ہوا کہ عرض کروں گا کہ حضور پریشانیاں لگی رہتی ہیں۔ بدعقیدوں سے مقابلہ رہتا ہے۔ کوئی نقش عطا فرمایئے اور کچھ پڑھنے کے لئے اجازت دیں۔ کانپور مدرسۂ احسن المدارس قدیم میں پہنچا۔ حضرت اقدس تشریف فرما تھے۔ حجرۂ مبارکہ میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ ایک صاحب اور حاضر تھے۔ حضرت اقدس نے حسب معمول خیریت دریافت فرمائی اور چند لمحات کے بعد ایک الماری سے ایک بیاض

نکالی اور اس میں سے ایک نقش نکال کر موڑنے لگے۔ دوسرے صاحب جو بیٹھے تھے میری طرف دیکھنے لگے اور میں ان کی طرف دیکھنے لگا۔ نہ انھوں نے نقش مانگا تھا، نہ میں نے عرض کیا تھا۔ ابھی ہم دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ سرکار نے دست مبارک بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ لو میاں واحد علی۔ تمہارا قصہ اس سے پورا ہو جائے گا۔ یہ نقش دسویں محرم الحرام کو سرخ روشنائی سے لکھتا ہوں۔ لینے والا جس نیت سے اس کو لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مراد بر لاتا ہے۔ میں نے حسب الحکم گلے میں پہن لیا۔ اب ہر موقع پر فتوحات کا باب کھل گیا۔

(۴)

حضرت پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے چہلم شریف کے موقع پر ساون کا مہینہ تھا۔ بارش بہت ہو رہی تھی۔ چونکہ اسلام آباد شریف میں آنے کا راستہ خام ہے۔ سڑکوں پر بارش کا پانی بھرا ہوا تھا جسے مشین کے ذریعہ نکالا گیا تھا۔ کریم کارساز کی کرم فرمائی کہ ایک پہلے بارش ہو گئی۔ اسلام آباد شریف کے لوگ کہتے تھے کہ حضرت کا کام ہے پانی نہ برسے گا۔ اور سبھی کو اطمینان تھا کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ کا بخیر و خوبی انجام کو پہنچے گا۔ الحمدللہ ہر کام بخیر و خوبی انجام پا گیا۔ دوسرے دن دس بجے حضرت اقدس امین شریعت محبوب خدا نے فرمایا اب سب کام ہو چکا شامیانہ ابھی کھول لو۔ چنانچہ شامیانہ کھولا جانے لگا۔ اُدھر آسمان نے بادلوں کا شامیانہ تاننا شروع کر دیا اور ادھر شامیانہ باندھ کر رکھا گیا۔ اُدھر بادلوں نے جھوم جھوم کر برسنا شروع کر دیا اور یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔

۵

برادر طریقت حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب رفاقتی امام مسجد مول گنج کانپور کے پاس فقیر بیٹھا تھا۔ اس مجلس میں ایک صاحب عبد الجبار نام کے شخص نے ایک واقعہ سنایا کہ ہمارے ملنے والوں میں ایک صاحب بیمار ہوئے۔ ہر چند علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ہم لوگ ان کو لے کر خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض حال کیا۔ حضرت سرکار قبلۂ عالم مریض کے پاس آئے۔ مریض نے بلند آواز میں سلام عرض کیا۔ سرکار نے سلام کے جواب فرمایا تم یہاں کہاں، مریض نے عرض کیا آپ کب سے یہاں ہیں۔ ہم سب تعجب کے ساتھ یہ گفتگو سن رہے تھے۔ آخر میں وہ جن یہ کہہ کر چلا گیا، کہ حضرت مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں تشریف فرما ہیں تو ہرگز نہ آتا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ مریض پر کون شئے تھی۔ فرمایا، جائس کے علاقہ کا ایک جن تھا۔

۶

اسلام آباد شریف میں ایک پڑھے لکھے شخص کو حضرت اقدس کے ذات مبارک سے حسد و عداوت ہے۔ ان کے تیسرے نمبر کے لڑکے نے آقائے نعمت جانشین حضرت اقدس ابن شریعت حضرت مولانا محمود میاں قبلہ کو ایک واقعہ سنایا کہ ابا کے ایک دوست پر آسیبی خلل ہو گیا۔ ابا نے حضرت اقدس سے آکر کہا۔ مظفر پور چل کر اس کو دیکھ لیجئے۔ جب حضرت پہنچے تو اس نے بڑے تپاک سے سلام کیا اور کہا حضرت آپ یہاں کہاں۔ حضرت نے فرمایا تم نے ہم سے کہاں

ملاقات کی۔ اس جن نے کہا۔ صندلی مسجد میں اور سلام کیا اور جاتا رہا۔ اس لڑکے نے حضرت سجادہ نشین مدظلہ سے صندلی مسجد کہاں ہے۔ آپ نے فرمایا درگاہ شریف اجمیر دہلی میں مزار مبارک کے سرہانے ہے۔ اس اظہار ولایت و کمال کے باوجود ان کا حسد اور عداوت ان کے لئے حجاب اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں ان جیسوں کو ہدایت دے۔

(۷)

ایک بار حضرت اقدس پیر و مرشد امین شریعت محبوب خدا علیہ الرحمہ نے اپنے غلام بارگاہ کو مدرسۃ احسن المدارس قدیم کانپور کی خدمت کے سلسلہ میں شاہ پور عرف سیدوں کا پروا ضلع سلطان پور روانہ فرمایا۔ یہاں پہنچ کر برادر طریقت حضرت سید طفیل احمد صاحب رفاقتی کے مکان پر قیام کیا۔ ایک سلسلۂ بیان میں فرمایا۔ حضرت اقدس کے یہاں کی ایک تقریر میں ایک خاص واقعہ انوکھا دیکھنے میں آیا۔ تقریباً دس ہزار مسلم و غیر حاضرین جمع تھے۔ حضرت اقدس منبر پر رونق افروز ہوئے تھے۔ ایک سانڈ مجمع کے اندر آ گیا۔ لوگوں نے لاٹھیوں سے مار کر بھگانے کی کوشش کی نہ بھاگا۔ حضرت نے فرمایا' مت بولو دیکھو یہ کس طرف جاتا ہے۔ سانڈ جھومتا ہوا اسٹیج کی طرف چلا' اور قریب پہنچ کر حضرت اقدس کے مبارک قدموں پر منھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جاؤ۔ یہ سانڈ الٹا پیچھے کو لوٹا اور چلا گیا۔ دو غیر مسلم اس واقعہ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا لوگو! بتاؤ یہ سانڈ کہاں کا ہے۔ لوگوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ غیر مسلموں نے کہا آپ لوگ مانیں چاہے نہ مانیں، سانڈ کے روپ میں اور ہی کوئی تھا جو حضرت صاحب

کا ادب سکھانے آیا تھا۔ سید صاحب نے فرمایا اس واقعہ کا بہت چرچا ہوا۔

(۸)

آسیب کا قبول اسلام

ایک بار تاج الشریعہ حضرت قبلہ عالم مدظلہ، ماسٹر محمد قمرالدین صاحب کے یہاں شب میں قیام فرما تھے۔ ایک آسیب زدہ عورت کو لایا گیا۔ حضرت قبلہ عالم سے ان کے گھر والوں نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریباً گیارہ بارہ سال سے پریشان ہے۔ بہت علاج کیا گیا۔ جھاڑ پھونک بھی کرایا گیا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اب حضور کی آمد کی خبر سن کر خدمت اقدس میں لیکر حاضر ہوئے ہیں۔ اگر نظر کرم فرما دیں تو پریشانیوں سے نجات مل جائے۔

حضرت قبلہ عالم نے اس کی کیفیت کو دیکھ کر پانی دم کرکے عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر یہ ٹھیک ہوگئی تو خوب ہے ورنہ مولوی مشتاق احمد کے یہاں کل لیتے آنا۔ حضرت قبلہ عالم وہاں سے شب ہی کو راقم الحروف کے یہاں تشریف لے آئے۔

دوسرے روز دس بجے اس عورت کو لے کر اس کے لوگ آگئے۔ حضرت قبلہ عالم نے اس کی کیفیت پوچھی تو گھر والوں نے بتایا کہ یہ دم کیا ہوا پانی نہیں پیتی اور رات ہی سے خاموش ہے۔ کسی سے بات تک نہیں کرتی۔ حضرت قبلہ عالم نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور کچھ پڑھ کر دم کیا۔ پھونکنا تھا کہ وہ چلانے لگی مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو میں اب کبھی اسے تنگ نہ کروں گا۔ کچھ دیر بعد حضرت قبلہ عالم نے اسے آزاد کر دیا۔ وہ آسیب حضرت قبلہ عالم کے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ پڑھ کر

داخلِ اسلام ہو گیا۔

(۹)

آنسوؤں کا سیلاب اور شفاءِ مرض

جام تارا کے اجلاس میں شریک ہونے کیلئے بذریعہ طوفان ایکسپریس حضرت کانپور سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کی آمد کی خبر مدھوپور کے مریدین و متوسلین کو بھی ہو گئی تھی۔ بہت سے حضرات مدھوپور اسٹیشن پر آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ راقم الحروف کی طبیعت ان دنوں بہت علیل تھی۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا تھا کہ دل بڑھ گیا ہے۔ زور سے بولنا زیادہ چلنا پھرنا مشکل تھا۔ ڈاکٹروں کے مشورہ سے پٹنہ کے ایک ڈاکٹر اے کے این سنہا سے جو ہارٹ اسپیشلسٹ الیکٹرو کارڈیو گرام کرایا گیا۔ پھر بھی شکایت دور نہ ہوئی۔ علاج سے کچھ افاقہ تو ضرور ہوا مگر نہیں کے برابر، بڑی مشکلوں سے بغرض قدم بوسی اور دعائے مغفرت کے لئے میں بھی اسٹیشن پہنچا۔ ٹرین مدھوپور اسٹیشن پر آ کر رکی۔ حضرت قبلہ عالم کے شیدائی اس کمپارٹمنٹ پر ٹوٹ پڑے۔ کوئی قدم بوسی کر رہا ہے کوئی دست بوسی میں منہمک ہے۔ میں ایک کنارے کھڑا بھیڑ کم ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ حضرت قبلہ عالم کی نگاہِ کرم میری طرف ہوئی۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ میاں یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔ اتنا سننا تھا کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امنڈ پڑا۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کہ کیوں پریشان ہو، تمہیں تو کچھ نہیں ہوا ہے چلو میرے ساتھ۔ میں حضرت قبلہ عالم کے ساتھ ہی ٹرین پر سوار ہو گیا۔ آپ نے مجھے کچھ پڑھنے کے لئے بتایا اور ایک نسخہ تجویز کی۔ خدا کی شان میرا مرض اس

وقت سے ختم ہوا تو آج تک پھر وہ شکایت پیدا نہ ہوئی۔

(۱۰)

جن کی حاضری اور تالاب کی پاکی کا مسئلہ

حضرت اقدس جام تاڑا اسٹیشن پر اترے تو مولانا علیم الدین صاحب اور حضرت مولانا حافظ غریب اللہ صاحب نقشبندی نعیمی موجود تھے۔ ریلوے مسافر خانے میں ہملوگ کے قیام کا انتظام تھا کیونکہ وہاں سے ہملوگ کو پرسنی جانا تھا جو جام تاڑا اسٹیشن سے کافی دور تھا۔ بذریعہ بس جانے کا انتظام تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر حضرت قبلہ عالم تھوڑی دیر آرام کرنے کی غرض سے لیٹے۔ دو شخص آئے اور تالاب کے پاک کرنے کا مسئلہ پوچھا۔ حضور نے مسائل بتائے۔ اتنے ہی میں مولانا حافظ غریب اللہ صاحب نے آپ کو جگا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسئلہ پوچھنے والے جنوں سے تھے۔ حافظ صاحب نے جگا دیا ورنہ اور وہ کچھ مسئلے پوچھتے۔ اس کے بعد ہملوگ ظہر کی نماز پڑھ کر سفر کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک تالاب کے قریب ہملوگوں نے رُک کر عصر کی نماز ادا کی۔ حضرت نے نماز کے بعد ارشاد فرمایا کہ اسی تالاب کے بارے میں مسئلہ پوچھا جا رہا تھا۔ ہملوگ تالاب کے قریب پہنچ کر دیکھا تو تالاب گندہ تھا۔ پانی کی نکاسی کی کوئی صورت نہیں تھی۔

(۱۱)

ٹرین کا بے وجہ لیٹ ہونا

آسنسول میں دیوبندیوں نے چیلنج مناظرہ دیا تھا مگر سبھی یہ جانتے

ہیں کہ دعوت مناظرہ دے کر یہ لوگ راہِ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کی دعوت مناظرہ پر ہمارے علمائے کرام تشریف لے آئے۔ مناظرہ تو نہ ہو سکا مگر تقریریں ہوئیں۔ دو روز تک پروگرام ہوتا رہا۔ آخری دن بعد جلسہ حضرت قبلہ عالم کھڑگپور کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کے ساتھ الحاج قاری صدیق حسن صاحب حبیبی سوداگر محمد ابراہیم صاحب لکھنوی اور راقم الحروف مشتاق احمد رفاقتی بھی اسٹیشن آسنسول پر آئے۔ راقم الحروف کو حضرت قبلہ عالم نے ٹکٹ لینے کے لئے کہا۔ بکنگ کاؤنٹر میں جا کر میں نے کھڑگپور کے لئے جب ٹکٹ طلب کیا تو کلرک نے کہا جناب کھڑگپور کے لئے اب کوئی گاڑی نہیں ہے۔ ٹرین روانہ ہو چکی ہے۔ میں نے وہاں سے واپس آ کر حضرت قبلہ عالم سے عرض کر دیا۔ فرمایا نہیں گاڑی تو ابھی لگی ہوئی ہے چلو اندر چلیں۔ جب ہم لوگ پلیٹ فارم پر پہنچے تو واقعی گاڑی پلیٹ فارم پر لگی ہوئی تھی۔ انجن بھی نہیں جوڑا گیا تھا۔ گارڈ سے ہم لوگوں نے جب جا کر پوچھا تو گارڈ نے بتایا کہ گاڑی تو دو گھنٹہ قبل ہی روانہ ہو جانا چاہئے تھا مگر نہ جانے کس وجہ سے لیٹ ہو گئی۔ میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ہو نہ ہو یہ حضرت قبلہ عالم کا تصرف ہے جو گاڑی ان کے انتظار میں رک گئی۔

(۱۲)

روحانی توانائی

تبلیغ وہابیت میں اکبر پنڈت کی گریڈیہہ میں تقریباً ۲۲ تقریریں ہوئیں اور وہاں کی فضا کو سنیت سے بیزار کرنے کی کوشش کی گئی۔ آخر وہاں کے سنیوں نے حضرت قبلہ عالم کو گریڈیہہ تشریف لانے کا دعوت نامہ ارسال

کیا۔ حضرت قبلہ عالم نے گریڈیہہ کے لئے اپنا وقت عطا فرمایا اور تشریف لے آئے۔ مگر آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ ایک ہفتہ تک طبیعت کی ناسازی کے باوجود آپ کے بیانات ہوتے رہے۔ دن میں بخار کی شدت رہتی تھی جس کی وجہ سے نہ کچھ کھاتے تھے نہ کچھ پیتے تھے۔ مگر رات کو جلسہ گاہ میں پہنچ کر بیان کرتے تھے۔ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ آپ کی طبیعت علیل ہے۔ نہ آواز میں کمزوری محسوس ہوتی تھی اور نہ بیان میں کمی۔ ڈیڑھ گھنٹہ دو گھنٹہ تک مسلسل بیان فرماتے تھے۔ وہ بھی ایک دو دن نہیں بلکہ مسلسل ایک ہفتہ تک۔ یہ آپ کی روحانی طاقت اور بلند مقامی کی کھلی شہادت ہے۔

ایک بار گریڈیہہ میں حضرت قبلہ عالم تاج الشریعہ اپنے ایک مرید سید فضل الرحمٰن صاحب رفاقتی کے یہاں کھانا تناول فرما رہے تھے۔ راقم الحروف کے علاوہ آٹھ دس افراد شریک طعام تھے۔ آخر میں حضرت قبلہ عالم نے فرنی تناول فرما کر چھوڑ دیا۔ میں آپ کے بغل ہی میں حاضر تھا۔ آپ نے جو فرنی چھوڑ کر رکھ دی تھی اسے میں نے اٹھا کر جیسے ہی کھانا چاہا حضرت قبلہ عالم نے منع فرمایا کہ دسترخوان کا بچا ہوا میزبان کا حصہ ہوتا ہے۔ اسے نہ کھائیں رکھ دیں۔

انہیں سید فضل الرحمٰن صاحب کے یہاں فرمانے لگے۔ میاں جانتے ہو یہ جو میرے پاؤں میں موچ آئی ہے کیوں؟ یہ میری ایک غلطی کی بنا پر ایک دن میں کھانے کے لئے بیٹھا تو داہنی پاؤں کو بچھا دیا اور بائیں پاؤں کو کھڑا کر دیا۔ اس کے فوراً بعد ہی میرے پاؤں میں موچ آ گئی۔ راقم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت قبلہ عالم سوئے ہوئے ہیں مگر ان کی انگلیاں میں حرکت ہو رہی ہے۔ گویا سوئے ہوئے میں بھی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

(۱۴)

فقیر ساجد کی روحانی بیچینی اور غلامی کا ایک قصہ

حضرت قبلہ عالم مدھوپور ایک جلسہ کو خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی معیت میں مولانا محمد ظہور احمد صاحب منظفر پوری، مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بھاگلپوری، سوداگر محمد ابراہیم صاحب لکھنوی اور دیگر علمائے کرام تھے۔ راقم الحروف مشتاق احمد ساجد اس وقت تک داخل سلسلہ نہیں ہوا تھا۔ میرے دل میں تھا کہ مولانا محمد قائم صاحب داناپوری یا مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوں گا۔ حضرت قبلہ عالم کو دیکھتے ہی میرا خیال بدل گیا۔ آپ کی نورانی صورت دیکھتے ہی میرا دل آپ کی طرف مائل ہو گیا۔ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ جلد سے جلد آپ کی غلامی اختیار کر لوں۔ مگر اتفاق دیکھئے کہ جلسہ میں آپ کی تقریر نہ ہو سکی۔ جلسہ کو وہابیوں نے درہم برہم کر دیا۔ ہملوگ جلسہ گاہ سے پھر واپس اسٹیشن آگئے۔ اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ آنکھیں چھلکنے کے لئے بیتاب تھیں۔ میں ضبط کئے جا رہا تھا۔ اچانک حضرت قبلہ عالم میری طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ گھبراؤ نہیں، بہت جلد ملاقات ہوگی۔ مجھے کچھ اطمینان ہوا۔ میں کار کو رخصت کر کے اپنے گھر واپس چلا آیا۔ ٹھیک چھ یا سات ماہ کے بعد یہ خبر ملی کہ میرے سرکار حضرت قبلہ عالم کمل پورہ کے مناظرہ میں شرکت فرمانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ محرم الحرام کی دسویں تاریخ مناظرہ کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ حضرت قبلہ عالم نویں محرم الحرام کو کانپور سے [illegible] ایکسپریس مدھوپور پہنچ گئے۔ اسٹیشن پر [illegible] مقدار

مشتاق احمد ساجد، مولانا حافظ غریب اللہ صاحب نشتر نعیمی اور محمد عثمان شیخ استقبال کے لئے حاضر تھے۔ حضرت قبلہ عالم کو ویٹنگ روم میں ٹھہرایا گیا کیونکہ کرماٹانڑ میں طوفان اکسپریس نہیں رکتی تھی۔ اس لئے دوسری گاڑی پکڑنی تھی۔ میں نے حضرت حافظ غریب اللہ نشتر نعیمی صاحب سے کہا کہ حضرت سے پوچھیں کہ کھانے کا انتظام کیا جائے۔ تھوڑی دیر حضرت خاموش رہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ لائیے۔ میں فوراً اپنے گھر گیا اور حضرت کے لئے کھانے کا سامان لے کر حاضر ہوا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد سرکار نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے۔ اب میرا بخت بیدار ہونے والا تھا۔ ان کی غلامی کا شرف مجھے حاصل ہونے والا تھا۔ میں تیار ہو گیا۔ حضرت قبلہ عالم کے ساتھ بذریعہ ٹرین یہ میرا پہلا سفر تھا۔

کرماٹانڑ سے کمل پور ہم لوگ بذریعہ بیل گاڑی چلے۔ راستے میں علامہ ارشد القادری صاحب بھی آکر مل گئے۔ تقریباً ساڑھے سات بجے شب کو ہم لوگ کمل پور پہنچے۔ وہاں جانے کے بعد پتہ چلا کہ مناظرہ کی تاریخ دسویں محرم الحرام سے بڑھا کر بارہ محرم الحرام کر دی ہے۔

(۱۴)

حضور سجادہ نشین صاحب قبلہ آستانہ اشرفیہ رزاقتیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے حقیقی ماموں زاد بھائی حافظ محمد عطا اللہ صاحب سلمہ، حضور قبلہ عالم کے زیر سایہ کرم کانپور میں حفظ قرآن پاک کرتے تھے۔ ایک بار حضور نے ان سے فرمایا، مٹی کی ہانڈی میں لڈو ہے لے لو۔ انہوں نے ہانڈی اٹھائی تو کچھ بھی نہ تھا۔ عرض کیا۔ اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا۔ کیسے نہیں

ہے اور فرمایا ادھر لاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر لڈو نکال کر دیا۔ حافظ صاحب کا بچپنا تھا یہ ماجرا دیکھ کر متحیر ہو گئے۔

(۱۵)

حضور سجادہ نشین قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے سفر حج کے قبل شعبان المعظم میں بڑی ہمشیرہ صاحبہ کی شادی کی تقریب انجام دلائی۔ اس کے بعد عید کر کے سفر حج و زیارت کے لئے روانگی ہوئی۔ شادی کی تقریب کے کام کے لئے کسی کو روپے دینا تھے۔ حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کے پاس میرے حقیقی بڑے پھوپھی زاد بھائی جناب اختر حسین صاحب روپے لینے گئے۔ والدہ مرحومہ نے تکیہ اٹھا کر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اختر حسین صاحب نے آ کر عرض کیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور قبلۂ عالم اندرون حویلی تشریف لے گئے۔ تکیہ اٹھایا تو وہاں پر ایک کالا بیگ تھا جس میں سے چار سو روپیہ نکال کر آپ نے بھائی اختر حسین صاحب کے حوالے کئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر والدہ ماجدہ اور بھائی صاحب دونوں متحیر ہوئے۔

(۱۶)

آپ ہی نے پندرہ سولہ برس پہلے فقیر واحد علی کی حاضری کے موقع پر کانپور میں ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نماز بیٹھ کر پڑھ رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کھڑے ہو کر پڑھا کرو ثواب زیادہ ہے۔ اس نے گستاخانہ انداز میں تیور بدل کر کہا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں کیا ہے۔ یہ دین کی ایک بات تھی جس میں اس کا خود بھلا تھا۔ لیکن اس نے اس کا خیال نہ کیا اور کار دین کا تمسخر کیا۔ بھلا یہ بات حضرت قبلہ عالم جیسے پاسدار دین کو رنج پہنچا گئی اور آپ نے صرف اتنا فرمایا' اچھا تو بیٹھے ہی رہو۔ اللہ کی شان دیکھئے ایک ولی برحق محبوب الٰہ کی بات پوری ہو کر رہی۔ اب اس شخص نے اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکا

بیٹھا ہی رہ گیا۔ اپنا یہ حال دیکھ کر اس کو غلطی اور بے ادبی کا احساس ہوا اور متعدد
وسائل کے ذریعہ معافی کا طالبگار ہوا۔ حضرت قبلۂ عالم نے ترس کھا کر اس کو معاف
کیا۔ اس کے بعد اس کی حالت بدستور اچھی ہوگئی۔

ایک عرصے کے بعد اس واقعہ کا تذکرہ ہوا۔ حضور نے بہت دکھ کا اظہار فرمایا
اور مزید یہ بھی ارشاد فرمایا۔ اس واقعے کے بعد میں کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ نہ
جانے کب کون سی بات زبان سے نکلے اور وہ پوری ہو جائے۔ ایک جذبہ وہ تھا جہاں
آپ نے آدمی! اہانیت دین کو برداشت نہ کیا اور ایک جذبہ یہ تھا کہ کمتر سے کمتر
درجے کے بندۂ مومن کی تکلیف آپ کو دکھ پہنچا گئی۔ اور اس کے بعد ہمیشہ احتیاط
برتا۔ اِلّا یہ کہ فیصلے و قدریں کو ایسی بات ہونے والی رہی اور اس کے تحت آپ کی
زبان مبارک سے نکل گئی۔

۱۷

فقیر راقم الحروف اسلام آباد شریف میں جہلم شریف کے بعد درگاہ شریف
کی تعمیر کی خبر سن کر اس ارادے سے چلا کہ مزدوروں کی صف میں شامل ہو کر کچھ خدمت
کی سعادت حاصل کروں۔ ایک روز بعد عصر حضور قبلۂ عالم کی حیات مبارکہ کی تدوین
اور ترتیب کے بارے میں حضور عالی مقام کے سجادہ نشین مدظلہ نے فرمایا کہ میرا لکھنا
بھی حضور قبلۂ عالم کی ایک کرامت عظمیٰ ہے۔ اس کے بعد یہ واقعہ سنایا کہ میری عمر
دو سال کی ہوگی میں اپنی ننھیال بلنتھی رسول پور ضلع مظفر پور میں تھا اور اپنی بڑی خالہ
کے نواسے حاجی علاؤالدین صاحب کے ساتھ سائبان کے کھمبے کو پکڑ کر کھیل رہا تھا کہ
عزیز موصوف نے ہاتھ چھڑا دیا اور میں بائیں کروٹ گر پڑا جس سے بائیں ہاتھ کو ہنسی

ٹوٹ کر ورم کر گیا۔ اننا نے چپ کرانے کی بہت کوشش کی مگر درد کی شدت سے
میں چپ نہیں ہوتا تھا۔ والدہ ماجدہ اور ننھیال والوں نے سمجھا کہ کسی کیڑے نے کاٹ
لیا ہے۔ لہٰذا اسی قسم کی تدبیر کی گئی۔ ایک عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ ہاتھ ٹوٹ گیا۔
جب میری عمر نو سال کی ہوئی اس وقت حضرت قبلۂ عالم کانپور شریف لے گئے۔ ایک
سال ہو چکا تھا حضور قبلۂ عالم بسلسلہ حفظ قرآن مجید اپنے ہمراہ کانپور لے گئے۔
وہاں رحمت اللہ پہلوان مرحوم اور کریم بخش صاحب مرحوم جوڑوں کو بٹھانے میں یکتا
مانے جاتے تھے۔ میرے ہاتھ کی کجی رحمت اللہ پہلوان نے دیکھی تو پاس بلا کر ہاتھ کو دیکھا
اور مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور کی مسجد میں عصر کے بعد حضور قبلۂ عالم سے انھوں نے
عرض کیا میاں صاحبزادہ کو میری دوکان پر بھیج دیا کریں۔ مالش ہو کر ٹھیک ہو جائے گا۔
میں وہاں جانے لگا۔ مرحوم نے پہلے دواؤں کے ذریعہ پہلے ہاتھ کو نرم کیا۔ اس کے بعد
تین طرف سے لوہے کی چوڑی پٹیاں لگا کر کپڑے کی بندش کر دی۔ تکلیف کے ساتھ
ورم بھی بہت ہو گیا۔ اس زمانے کے میرے استاد حفظ قرآن حافظ سعید احمد صاحب
مرحوم نے یہ حال دیکھا تو بروقت نماز عصر پہلوان پر بہت ناراض ہوئے۔ اس
وقت حضور قبلہ نے فرمایا، ہل تو چلائے گا نہیں قلم چلائے گا۔ بندش کھول دیجئے۔ اللہ
اللہ کیا وہ مبارک وقت تھا جب حضور قبلۂ عالم نے مذکورہ جملہ ارشاد فرمایا اور قلم چلانا
میرا امتیازی وصف مشہور ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے ملجا و ماوی حضور قبلۂ عالم کے حالات میں آپ کے مشائخ طریقت کی
خصوصیات کا اکثر و بیشتر ظہور رہا۔ ملفوظات و احوال حضور غوث اعظم سید نا مخدوم سید
اشرف سمنانی رضی اللہ عنہما کے ملفوظات لطائف اشرفی شریف میں بہت سے
واقعات جمال و کمال پڑھنے میں آئے اور حضور قبلۂ عالم کے یہاں جمال کی تجلیاں ___ لیکن

حضور کی بے پایاں عنایت وکرم سے جلالی تصرفات کا دیدار نہیں ہوا بکثرت ثقہ اور متعدین روایاتی محترم نے دوسرے قسم کے بکثرت واقعات سنائے۔ یہاں ان میں سے چند واقعات لکھے جاتے۔

ذہن کو صاف کرنے کے لئے اور اہل اللہ کی بارگاہ میں مؤادب ہونے کے لئے ایک واقعہ لکھا جاتا ہے۔ احمد آباد ہندوستان کا ایک علمی روحانی صنعتی مرکز ہے۔ وہاں کے بادشاہوں میں ایک بادشاہ محمود شاہ بیگڑہ نام کے گذرے ہیں۔ ان کے ایک شہزادے ایک بار کوٹھے کی بال کنی سے نیچے گر گئے۔ خادمانِ سلطانی نے بیک زبان خبر پہنچائی کہ حضور شاہزادہ گر گئے۔ بادشاہ کو بے حد افسوس ہوا اور اناللہ پڑھا اور خاموش ہو گئے۔ اسی درمیان ایک درباری حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا حضور شاہزادہ کے ہاتھ میں تھوڑی چوٹ آئی ہے۔ اس دفعہ بادشاہ نے الحمدللہ کہا اور شکر کا سجدہ بجالائے اور درباریوں سے کہا، پہلی خبر پر میں نے سمجھا کہ شہزادہ اللہ والوں کی نظر سے گر گیا۔

اگر دنیا میں کوئی سب سے بڑا دنیادار ہو سکتا ہے اور دنیا میں گمراہ ہو سکتا ہے تو وہ سلطان وقت کی اور حاکم اعلیٰ کی ذات ہو سکتی ہے جہاں نخوت وپندار اور انانیت کی ہر وقت تاریکی چھائی رہتی ہے۔ لیکن زمانہ ماضی میں ایسے مسلمان مزاج بادشاہ گذرے ہیں جو اہل اللہ کی نظروں میں تجلیات شان کبریائی کا مشاہدہ کرتے تھے۔

۱۸

چند سال پہلے ۱۹۷۵ء میں مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور کی کمیٹی میں تبدیلی انقلاب آیا اور اس انقلاب میں مدرسہ کی کمیٹی کے ایک ممتاز رکن جن کا

مدرسہ اور قبلۂ عالم سے دو پشتوں کا تعلق تھا وہ کبھی انقلابیوں کے ایک ممتاز لیڈر
تھے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کا نیازمندانہ تعلق اور سمع و طاعت حالات دیکھے تھے۔
لیکن نادانی میں ان سے مدرسہ کے بارے میں کچھ ایسے کلمات صادر ہوئے اسے سن کر
حضور قبلۂ عالم کو بہت صدمہ ہوا۔ ردعمل کے طور پر آپ کی زبان مبارک سے انتہائی
جلال کے عالم میں نکلا، وہ کیا مدرسہ کی اینٹ سے اینٹ بجائے گا اپنی خیر منائے
بھیک بھی مانگے گا تو کوئی نہ دے گا اور جوان ہی مرے گا۔ شدہ شدہ اسی دن یہ خبر
ان کی بہن کو ہوئی۔ یہ بی بی اپنے بزرگوں کی روش پر قائم تھیں۔
ان کو خبر ملی۔ بھائی کی محبت نے انہیں مضطرب کر دیا اور بیتابانہ حاضر بارگاہ ہوئیں
اور بڑی منت وسماجت کی۔ جب کچھ وقفہ کے بعد مزاج گرامی میں جمال کے آثار
دیکھے تو نیچے کی منزل سے اپنے بھائی کو بلا لے گئیں اور معافی کے لئے کھڑا کر دیا۔ حضور
نے اس وقت فرمایا کہ جاؤ معاف کیا بھوکے نہیں مرو گے لیکن دوسری بات کے لئے
کچھ نہیں کہتا۔ چند ہی مہینے کے بعد جوانی میں ان کا انتقال ہو گیا۔ عبرت حاصل کرنے
والوں کے لئے یہ واقعہ یادگار بن گیا۔

۱۹

حضور قبلۂ عالم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی جنکی عمر تین سال کے قریب ہوگی
بیمار ہوئیں تشخیص کے بعد تجویز ہوا کہ دل چھوٹا ہے اور اس میں درد پیدا ہوتا ہے۔
اسی کی وجہ سے دورے کے بعد بے ہوش ہو جاتی ہے۔ ۱۹۴۲ء میں صاحبزادی کو
علاج کے لئے مظفرپور لے جایا گیا۔ بڑے صاحبزادہ صاحب ہمراہ تھے۔ مظفرپور
پہنچنے کے بعد طبیعت کچھ سنبھلنے کے بعد پھر بگڑ گئی اور موت پر اس کا اختتام ہوا۔ یہ

واقعات کو آخر پہر میں پیش آیا۔ صبح کو اسلام آباد شریف سے دریافت حال کے لئے آدمی کو بھیجا جانا تجویز ہوا۔ جب اس کی اطلاع حضور قبلۂ عالم کو ہوئی ارشاد فرمایا "اب دریافت حال کر کے کیا ہوگا، لاش آرہی ہے۔ اسی وقت بڑے صاحبزادہ صاحب ٹیکسی کے ذریعہ لاش لے کر پہنچ گئے۔ اس زمانے میں اس کا بڑا چرچا ہوا۔

(۲۰)

تقریباً چالیس سال پہلے حضور کے وطن اسلام آباد شریف میں جو بالکل بیچ آبادی میں واقعہ تھا، زبردست آتشزدگی ہوئی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ حضور قبلۂ عالم نماز ظہر ادا فرما کر جائے حادثہ پر تشریف لے گئے اور پچھم جانب کھڑے ہو کر کچھ تلاوت فرمائی اور کنکریوں پر دم کر کے اُسے بڑھتے ہوئے شعلوں کی طرف پھینکا۔ فوراً ہی شعلے بلند ہونا بند ہو گئے اور جلد ہی آگ بجھ گئی۔ اس واقعہ کا بھی علاقہ و دیار میں بہت تذکرہ ہوا۔ اس قسم کے واقعات مراد پور کے بھی کئی ہیں اور اس کے علاوہ مختلف مقامات کے بھی بکثرت ہیں۔

(۲۱)

حضور قبلۂ عالم کے فرزند ارجمند اور اب ہم غلامان رفاقتی کے مرکز عقیدت حضور صاحب سجادہ مدظلہ العالی نے ایک واقعہ اپنا سنایا۔ فرمایا کہ حضور دوسرے سفر حج سے فوراً ہی تشریف لائے ہوئے تھے اور کانپور میں مدرسہ احسن المدارس قدیم کی سابقہ عمارت میں اپنے حجرہ شریفہ میں اسی طرح تشریف فرما تھے جس طرح سے جدید عمارت میں تشریف رکھتے تھے۔ حضور کے دوسرے سفر حج و زیارت

مقامات مقدسہ کے رفیق سفر اور قدیم ترین مخلص حاضر باش حاجی صوفی علی حسین صاحب تاجر چرم پیچ باغ کانپور بھی سامنے تشریف فرما تھے نشست گاہ کے بائیں طرف شفا شریف رکھی ہوئی تھی اور حضور قبلۂ عالم کا داہنا پائے مبارک بائیں پائے مبارک پر تھا۔ یہ منظر دیکھ کر میرے دل میں ایسا خیال پیدا ہوا کہ بزرگان دین تو دینی کتابوں کی بڑی تکریم کرتے ہیں۔ اس خیال کے پیدا ہونے کے فوراً بعد ہی حضور نے شفا شریف کو اٹھا کر الماری میں رکھ دیا۔

(۲۲)

صوبہ گجرات میں احمد آباد ایک بڑا نامی تاریخی شہر ہے۔ بڑے بڑے امتیازات اس کی قدیم تاریخ سے وابستہ ہیں۔ وہاں ایک تاریخی دینی درسگاہ دار العلوم شاہ عالم احمد آباد قائم ہے۔ ۱۹۵۹ء میں ناظم اعلیٰ اور مدرس اعلیٰ کے درمیان رسا کشی ہوئی جس کے نتیجے میں مدرسِ اعلیٰ جو بڑے متبحر عالم اور یگانۂ روزگار ہیں علیحدہ ہوئے۔ اس وقت دار العلوم موافقت سے زیادہ مخالفت کی زد پر آگیا تھا۔ حضور قبلۂ عالم کے پیر و مرشد کے نواسہ اور نادرِ دہر عارف باللہ حضور محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضور قبلۂ عالم کے پیر و مرشد کے برادر زادہ حضرت مولانا سید مظفر حسین صاحب قبلہ کے شدید اصرار اور بار بار کی فرمائش پر حضور قبلۂ عالم اکتوبر ۱۹۵۹ء میں بحیثیت شیخ الحدیث و صدر مدرس دار العلوم شاہ عالم میں تشریف لے گئے۔ غالباً جمادی الآخرہ کا مہینہ تھا۔ حضور کی شہرت سن کر مودھا ضلع کھیڑا کے چند افراد بغرض زیارت حاضر ہوئے۔ انہیں میں سے ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہم تو جب سمجھیں گے کہ حضرت شیخ الحدیث بزرگ ہیں

جب وہ ہمیں آج مچھلی کھلائیں۔ یہ سب افراد تو دس بجے کے قریب دارالعلوم پہنچے اور حضور قبلہ عالم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ان لوگوں کے سامنے ہی حضور نے اپنے کھانا کھلانے والے منتظم کو بلا کر تاکید فرمائی کہ موودھا کے مہمان آگئے ہیں۔ انھیں مچھلی پکوا کر کھلاؤ۔ دل کی بات جب ان لوگوں نے حضور کی زبان مبارک سے سُنی تو بڑے متحیر ہوئے اور ان کا حسن اعتقاد اور پختہ ہوگیا کھانے کے بعد ان لوگوں نے حضور کے مخصوص طلبار سے اپنا حال سنایا۔ اس کے بعد وہ لوگ پھر آئے اور دعوت دے کر حضور کو اپنے یہاں لے گئے اور داخل سلسلہ ہوئے اور ان کے علاوہ اور بھی سینکڑوں افراد نے بیعت ارادت کا تعلق قائم کیا۔

(۲۳)

حضور کے چھوٹے فرزند ارجمند حضرت مسعود میاں صاحب قبلہ کی تقریب شادی میں گجرات سے مولانا رشید احمد صاحب رفاقتی اور ان کے چھوٹے بھائی مولوی منظور حسین صاحب بھی شریک ہوئے۔ چونکہ گجرات میں سبھی دعوتوں میں نمکین کھانے سے پہلے از قسم شیرینی حلوہ یا زردہ کھلایا جاتا ہے۔ بارات کی رخصتی کے بعد یہ دونوں بھائی خانقاہ شریف میں حضور قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی دوران میں مولوی منظور حسین صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور نے ہم لوگوں کو حلوہ نہیں کھلایا۔ اس خیال کے ساتھ ہی ادھر حضور نے بڑے صاحبزادہ صاحب کو آواز دے کر فرمایا تم نے ان لوگوں کو حلوہ نہیں کھلایا۔ مولوی منظور حسین صاحب یہ سن کر استعجاب میں پڑ گئے اور اپنے خیال کا ماجرا بعد میں فرداً فرداً سب ہی مہمانوں کو سنانے لگے۔

(۲۴)

دو تین سال پہلے وسیجاپور حضور قبلۂ عالم تشریف لے گئے۔ وہاں اہل سلسلہ اور دیگر افراد نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ حضور یہاں ایک بزرگ کا مزار ظاہر ہوا ہے۔ ان کی فاتحہ ہے۔ تشریف لے چلیں۔ قصہ بہت تفصیل ہے۔ اس کے کچھ ہی دن بعد مزار خوبصورت بن گیا اور بیشمار روپئے ایک ہی دن میں جمع ہو گئے۔ حضور نے فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ قبر مصنوعی ہے۔ شریعت مطہرہ نے مصنوعی قبر کی تعمیر کو ممنوع قرار دیا ہے۔ حضور قبلۂ عالم کی حیات طیبہ کا بڑا امتیازی کارنامہ شریعت مطہرہ کو رائج کرنا تھا۔ اس لئے آپ نے قبر کو ڈھادینے کا عزم فرمایا۔ خبر ملتے ہی مسلمانوں کا ایک جم غفیر آپ کے ساتھ ہو گیا۔ اور شہر میں آپ کے عزم کی خبر تیزی سے پھیل گئی۔

جب آپ وہاں تشریف لے گئے، مسلمان دینداروں کا بڑا مجمع وہاں پایا۔ حضور نے فرمایا یہ قبر مصنوعی ہے۔ اسے ڈھادو۔ یہ کہہ کر خود ہاتھ میں پھاوڑا لیا اور کھودنے کے لئے ایک وار کیا۔ پھر تو دیکھتے ہی دیکھتے حضور کے شیدائیوں نے اسے اکھیڑ پھینکا۔ بعد میں یہ پردہ بھی فاش ہو گیا کہ دنیا کمانے کے لئے گورنمنٹ کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنے کے لئے راتوں رات قبرستان سے پتھر کا تعویذ لاکر وہاں دفن کر دیا گیا جس کا اقرار لانے والے نے خود کیا۔

(۲۵)

سنہ ۱۳۸۳ھ میں حضور قبلۂ عالم صوبہ اندھرا کے مردم خیز اور تاریخی قصبہ جائس کے مدرسہ میں مدرس ہوکر تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد محلہ قضیانہ میں

مقیم ہو گئے اور تدریس کے ساتھ تبلیغ کا پر جوش دورہ شروع کیا۔ حضور مخدوم سید اشرف سمنانی کچھوچھی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشینوں کا یہ دارالارشاد حضور قبلۂ عالم کا مرکز ارشاد بن گیا اور اسی متبرک مقام سے حضور کے مریدوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ حاجی محمد ایوب صاحب جائسی حال مقیم جو گیانہ محمد علی پارک کرنیل گنج کانپور کی والدہ مرحومہ سب سے پہلے غلامی میں داخل ہوئیں۔ انھیں حاجی صاحب کے چھوٹے بھائی عبدالمجید مرحوم کی شادی ہوئی۔

خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔ ان کی والدہ حضور سے تعویز کی طالبگار ہوئی تعویز مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا۔ اس کو گلے میں ڈال دو۔ لڑکا پیدا ہوگا۔ یہ نام رکھنا۔ مدّت حمل پوری ہونے کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک سچے مخلص بندے کی بات پوری کردی۔

کٹیاں بازار ضلع گوپال گنج چھپرا کے حاجی حبیب صاحب نے بیان کیا، ہمارے یہاں ایک غیر مسلم کی شادی کو کئی سال گذر چکے تھے۔ لیکن اولاد کا سلسلہ جاری نہیں ہوا تھا۔ وہ ہم لوگوں کے ذریعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کا طالب ہوا۔ حضور نے نقش مرحمت فرمایا اور فرمایا جاؤ گلے میں ڈال دینا۔ اللہ نے چاہا تو لڑکا پیدا ہوگا۔ زمانہ حمل پورے ہونے پر لڑکا پیدا ہوا۔ جب حضور تشریف لے گئے تو لڑکے کو لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔ اب اس غیر مسلم کے اعتقاد کا عجیب حال ہے۔ اس قسم کے واقعات بکثرت ہیں۔ حضور قبلۂ عالم نے دعا کے ساتھ تعویز مرحمت فرمایا اور لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ یہاں تک کہ بعض بدعقیدہ لوگوں کے لڑکی اور داماد بھی حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے اور ان کے یہاں اولاد پیدا ہوئی۔

حضور کے وطن اسلام آباد شریف سے قریب دو میل فاصلہ پر اتر جانب

ایک گاؤں نیرپور ہے جس میں اکثریت دیوبندی وہابیوں کی ہے۔ اسی گاؤں کے دیوبندی کی لڑکی پھلوریا نامی گاؤں میں اپنی حقیقی پھوپھی کے لڑکے سے منسوب ہے۔ اس لڑکی کے یہاں بچہ پیدا ہو کر مر جاتے تھے۔

دیوبندی مولوی کی ہمشیرہ نے ایک دن دیوبندی مولوی سے کہا ہم لوگ مولانا صاحب سے تعویز لینے جائیں گے۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔ یہ کیا کفر شرک بچار کھا ہے۔ اللہ دیتا ہے۔ تعویز وغیرہ سے کیا ہوتا ہے۔ مولانا صاحب کیا دیں گے۔ کیا کوئی اللہ ہیں۔ ان کی ہمشیرہ نہ مانیں اور اپنی ہمراہ لڑکے کو لے کر اسلام آباد شریف حاضر ہوئیں۔ لڑکا بھی چونکہ ماموں کی باطل پاسداری میں اس کا ہم عقیدہ ہے، اس لئے وہ تو خانقاہ شریف میں حاضر نہیں ہوا بلکہ گاؤں کے باہر بیٹھ گیا۔ حضور نے دیوبندی مولوی کی بہن کو تعویز مرحمت فرمایا اور لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ خبر لیتی رہنا۔ جب میں آؤں تو بچے کو لے کر آنا۔

(۲۶)

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کے صدقے میں اپنے بندوں کو کارہائے عالم میں غیر معمولی تصرف کا اختیار بخشا ہے۔ حضور قبلہ عالم بلا مبالغہ اور بلا شبہ مقبول و مخلص بارگاہ ہیں۔ تصرف و اختیار کے کئی واقعے فقیر راقم الحروف کے علم و مشاہدہ میں آئے ہیں۔ بہت سی بلائیں آپ کی وجوہات علیا سے ٹلی ہیں۔

کانپور نئی سڑک پر ایک شخص رہا کرتا تھا۔ وہ قتل کے ایک مقدمے میں ماخوذ ہوا۔ ماں باپ میں اس کے کوئی نہ تھے۔ خالہ اس کی سرپرست تھیں، جن کو حضور قبلۂ عالم سے بہت حسن اعتقاد تھا۔ وہ ضعیفہ ایک دن حاضر ہو کر بہت روئیں

اور دعا کے ساتھ تعویز کی خواستگار ہوئیں۔ پہلے تو حضور نے بہت انکار فرمایا لیکن بار بار کی التجا پر فرمایا، پھانسی تو نہیں ہوگی، بچ جائے گا، تھوڑی سزا ضرور ملے گی۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضور قبلۂ عالم کے ایک عزیز کا ہے کہ وہ قتل کے مقدمے میں ماخوذ ہوا۔ اس کی بیوی اور اس کی ماں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوئیں۔ پہلے تو حضور نے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ کچھ دیر بعد تعویز عطا کرتے ہوئے فرمایا، جاؤ بے داغ چھوٹ جائے گا۔ مقدمہ کھلا۔ پیشیاں ہوئیں اور مقدمہ کا فیصلہ وہی ہوا جو حضور فرما چکے تھے۔

(۲۷)

حضور قبلۂ عالم نور اللہ مرقدہٗ کے قدیم مخلص مجاہدین فی الحق برادرِ طریقت صاحب ساکن ہرکرن پور ضلع سلطان پور اور جناب اسمٰعیل خاں صاحب رضائی ساکن حسن پور ضلع سلطان پور نے اپنے علاقہ کے بہت پرانے پاک نہاد پیر بھائیوں کی موجودگی میں حضرت صاحب سجادہ مدظلہٗ سے بیان کیا۔ ایک بار خاص پیر بھائیوں کی نشست تھی جس میں نعت و معرفت کے اشعار پڑھے گئے اور حضور قبلۂ عالم باچشمِ نم بہت متکیف ہوئے۔ اسی عالمِ نشاط و کیف میں آپ نے حاضرین کی طرف دیکھ کر فرمایا جس کو جو مانگنا ہو مانگ لے، یہ وقت خاص ہے۔ بہت سے لوگوں نے اپنی اپنی خواہشات عرض کیں۔ جناب اسمٰعیل خاں صاحب نے بیان کیا کہ میرے دل میں آیا کہ میں اپنی ایک پھوٹی آنکھ کے لئے عرض کروں لیکن فوراً ہی حضور نے فرمایا کہ کوئی اپنی پھوٹی آنکھ کے لئے نہ کہے۔

(۲۸)

کوئی دولہا ایسا خالی نہیں رہا ہے جبکہ نادانوں نے مقبولانِ بارگاہ قدس کو ستایا

نہ ہو۔ جب تک گردشِ لیل و نہار کا نظام قائم ہے اور صور اسرافیل نہ پھنک جائے شر و فساد کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ کریم بندہ نوازیوں کا اس سلسلے میں عجب راز مضمر ہے۔ نادان تو نادانی میں ستاتا ہے لیکن رب کریم اپنی بارگاہ میں اسے اعزاز عطا فرماتا ہے۔

آٹھ نو سال پہلے اسلام آباد شریف میں شر و فساد کا ایک الم انگیز دور گذرا ہے۔ پورے قریہ کی ناموس اور عزت خطرہ کی زد میں تھا اور یہ ساری کارروائی ایک ایسے شخص کے ذریعہ ہو رہی تھی جو سرکاری نوکری اہل و عیال کی کثرت سے ممتاز ہے۔ حضور قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے نورِ نظر حضرت مسعود میاں صاحب قبلہ کی تقریب شادی کے کچھ دنوں بعد ایک رات کا واقعہ ہے۔ حضور قبلۂ عالم خانقاہ شریف میں سونے کے لئے لیٹے ہیں۔ کچھ دیر بعد انھیں صاحب کا لڑکا اس طرف سے گذرا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی تھا اور وہ نشے میں تھا۔ چلتے چلتے اس لڑکے نے خانقاہ شریف کے طرف ٹورچ کی روشنی کی اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں لوگوں کو مغلِ زاد سناتے ادھر سے گذرے اور حضور کے طرف ٹورچ کی روشنی کی اور چلتے چلتے جو منھ میں آیا بکتا چلا گیا۔ اسلام پور ضلع مغربی دیناج پور بنگال کے حضور قبلۂ عالم کے خلیفہ اور عاشقِ زار مولانا سید محمد یوسف صاحب قبلہ بھی قریب ہی خانقاہ میں لیٹے ہوئے تھے، اُٹھ بیٹھے اور کچھ کہنا چاہا لیکن حضور قبلۂ عالم نے ان کو روک دیا اور فرمایا خدا سمجھے گا۔

الامان خدا کے بھی کیا کرشمے ہیں۔ وہ اپنے مقبولان بارگاہ کی کیسی کیسی اور کس کس طرح پاسداری فرماتا ہے۔ ایک فسادی تو فساد خون میں مبتلا ہوا اور دوسرا

نسادی در بدر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔

(۲۹)

حضور قبلۂ عالم کی کانپور میں تشریف آوری کو چند سال ہوئے تھے۔ حضرت پیرانی صاحبہ مرحومہ مغفورہ اور بڑی چھوٹی صاحبزادیاں اور بڑے صاحبزادہ صاحب اس وقت تک یہیں حضور عالی مقام کے نور نظر تھے اور سب ہی چھوٹے چھوٹے تھے۔ ٹھنڈے ماحول سے گرم ماحول میں جانے کا یہ اثر ہوا کہ حضرت پیرانی صاحبہ بہت علیل ہو گئیں اور اس طرح بشری تکلیفوں کا دور شروع ہو گیا۔ روٹی تو کسی طرح پک جاتی تھی لیکن سالن اور سبزی کسی مسلمان کے ہوٹل سے آجاتی تھی۔ ایک روز مدرسہ سے قیام گاہ پر دوپہر میں واپسی پر صاحبزادہ صاحب سے فرمایا "آج حاجی بھورے کے ہوٹل سے سالن لے آؤ۔" صاحبزادہ صاحب وہاں گئے۔ پیسے بڑھائے اور سالن طلب کیا۔ سوال ہوا۔ کیا روٹی بھی چاہیے۔ نفی میں جواب ملنے پر حاجی صاحب نے کہا "صرف سالن نہیں بکتا۔ صاحبزادہ صاحب اُداس خالی پلیٹ لئے ہوئے واپس تشریف لائے اور حال کہہ سنایا۔ بشری بے چینی کے عالم میں حضور نے فرمایا "اچھا نہیں بکتا ہے تو نہیں بکے گا" شان خداوندی کے قربان کہ وہ متصرف حقیقی تصرف و اختیار کا کیا کیا انعام اپنے نیاز مندوں کو عطا فرماتا ہے۔ حاجی صاحب کی مشہور اور زوروں پر چلتے ہوئے ہوٹل پر نہ بکنے کا پہرہ لگ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے فرشتوں نے دور دور جا کر اعلان کر دیا ہو۔ جہاں ہر وقت بھیڑ لگی رہتی تھی اور کھانے والوں کو لین لگانا پڑتی تھی، اب وہ ہوٹل اور ہوٹل کا کھانا آنے اور کھانے والوں کی راہ دیکھنے لگا۔

کچھ دنوں کے بعد حاجی صاحب کو خیال ہوا کہ بھٹیوں میں مسجد کی مٹی لا کر لگائی

شاید اسی کی وجہ سے تو ایسا نہیں ہوا۔ اب سب بھٹیوں کی مٹیاں نکال دی گئیں اور اس سے کئی گناہ زیادہ مٹی مسجد میں رکھوا دی گئی لیکن معاملہ پھر بھی جوں کا توں رہا۔

ایک دن نو دس بجے کے قریب حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال کہہ سنایا۔ حضور نے خلاف معمول نقش عطا فرماتے ہوئے دو جلدیں شرح وقایہ کی ان سے مدرسہ کے لئے منگوائیں اور فرمایا "حاجی صاحب، جو کوئی بھی آپ کے یہاں کھانا لینے جائے اسے واپس نہ کیجئے گا۔ خدا جانے وہ کس پریشانی کے عالم میں ہے۔ اور کون سی بات اس کی زبان سے نکل جائے اور قبول ہو جائے۔ پھر تو حاجی صاحب کا یہ عالم ہوا کہ مدرسہ کا کوئی بھی طالب علم پہنچ جائے اور ان کے یہاں کھانا کھالے۔

(۳۰)

دین سے غفلت اور علم دین سے عدم تعلق ایک ایسی بری نحوست ہے جو انسان سے بڑے بڑے جرائم کرالے اور اس کو احساس تک نہ ہونے پائے۔ شریعت مطہرہ نے ہر چیز میں اباحت کا پہلو رکھ دیا ہے، لیکن اس نحوست نے اس کو کبھی کبھی حرام کی منزل پر پہنچا دیا۔ عہد سعادت یاک میں خوشیوں کے موقع شادی وغیرہ میں دف پر کچھ گانے کی اجازت عطا فرمائی گئی لیکن اس دور فساد سداد میں ڈھول وہارمونیم، شہنائی، وبین نے معاصی کا دروازہ کھول دیا اور جب تک شادی میں یہ سب چیزیں نہ ہوں، لوگ اس کو روکھا پھیکا اور ناپسندیدہ سمجھتے ہیں۔

تقریباً بیس برس پہلے حضور قبلۂ عالم کے وطن میں اس کا رواج بہت پھیکا پڑ چکا تھا۔ لیکن کلکتہ میں چمڑے کا کاروبار کرنے والے یہاں کے ایک نوجوان نے جو اب بڑھاپے کی منزل میں قدم رکھ چکے ہیں، اپنی لڑکی کی شادی کی اور اس میں

ان سب خرافات کی زور شور سے ابتدا کی اور ایک شخص جو کہ ٹم ٹم چلاتا ہے اسی کو اس کام کا نگراں مقرر کیا۔ ان دونوں کو اور ایک صاحب جو حضور قبلۂ عالم کی ہر کام پر مخالفت اپنے لئے واجب سمجھتے ہیں تینوں کے مشورہ سے بارات ڈھول باجے کے ساتھ حضور قبلۂ عالم کے آستانہ کی طرف گھومائی گئی جس وقت یہ ڈھول تماشا قریب آیا، حضور عصر کی نماز پڑھ کر مسجد شریف سے باہر تشریف لا رہے تھے۔

مسجد شریف سے باہر تشریف لائے اور تیزی کے ساتھ جدید کاشانہ میں تشریف لے گئے۔ گاؤں کے معمّر ترین بزرگوں نے اور عورتوں نے بہت لعنت ملامت کی اور اس نئے واقعہ کا حضور پر کئی دن تک بڑا اثر رہا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد خانقاہ شریف میں کسی کی طرف سے میلاد شریف کی مجلس تھی۔ حضور قبلۂ عالم نے مسئلہ سماع کی وضاحت کے بعد اس حرکت ناشائستہ پر اپنے دکھ کا اظہار فرمایا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا جب کسی حکومت کے سپاہی کی تذلیل کی جاتی ہے، حکومت مدعی بنتی ہے سپاہی گواہ بنتا ہے۔ جب ایسی حالت ہو تو نجات کی کوئی صورت نہیں ہوتی۔ میں نے بھی دعویٰ دائر کر دیا ہے اور گواہ بن گیا ہوں۔ اس مجلس میں اور اس کے بعد کچھ عرصہ تک یہ چرچا رہا کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔

کچھ روز وطن میں قیام فرمانے کے بعد حضور کانپور کے لئے روانہ ہوئے اور واپس ہوتے ہوئے جناب سید شاہ خلیل احمد صاحب وارثی ساکن پچک حبیب اللہ سے ملاقات کی غرض سے ان صاحب کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ ان صاحب کی نظر حضور قبلۂ عالم پر پڑی تو کچھ ناشائستہ الفاظ کہتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے۔

حضور قبلۂ عالم کی واپسی کے بعد محبوبانِ بارگاہِ خاص کے پاسدار حقیقی نے

انتقام کے لئے ہیضہ کی وبائی مرض کو یلغار کا حکم سنا دیا جس کے نتیجے میں ان صاحب کے یہاں دو جانیں تلف ہوئیں اور خود بھی خطرہ کی زد پر تھے۔ حضور قبلۂ عالم کے فرزند اکبر حضرت صاحب سجادہ نشیں مدظلہٗ کی تقریب شادی کی انجام دہی کے لئے حضور کی تشریف آوری کی خبر گرم تھی اور دم بدم وہ صاحب منتظرِ آمد تھے۔ چونکہ خانقاہ شریف اور دولت کدہ کی طرف آنے کے لئے انھیں کے مکان کی طرف سے راستہ ہے۔

حضور کی سواری جب وہاں پہنچی تو راستے پر موجود تھے۔ سلام و مصافحہ کے بعد نقش کے طالب ہوئے۔ حضور نے اسی وقت نقش مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد موتوں کا سلسلہ بند ہو گیا اور وہ بھی اچھے ہو گئے۔ یہ آپ کی اخلاق وصفات کا ادنیٰ ظہور تھا۔ اس مقام پر یہ لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضور قبلۂ عالم نے بار بار ارشاد فرمایا کہ میں تکلیفوں کی باتوں کو بہت جلد بھلا دیتا ہوں اور درگذر کر دیتا ہوں۔ اِلّا یہ کہ وہ مصلحتِ خداوندی کی وجہ سے ابتلاء مصائب ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

اس قسم کے عتاب و عقاب کے واقعات اور بھی ہیں لیکن انھیں چند واقعات پر اس بحث کو ختم کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوبانِ بارگاہ اور خاص بندوں کی جناب میں سوء ادبی سے محفوظ رکھے اور ان کی بارگاہ میں تادم آخر باادب بنائے اور ان کا نیازمند بھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تبلیغ و ارشاد

دنیائے اسلام میں بہت انقلاب آئے اور آتے رہیں گے لیکن ان تمام انقلابی فتنوں میں نجد کا وہابی فتنہ ایسا ہولناک اور خطرناک ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول پاک جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ! اس فتنہ نے مذہب اسلام کی زبردست بیخ کنی کی۔ اس فتنہ کو نجدی وہابی کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ وہابی خود تو اصول اسلام سے دور اور منحرف ہیں۔ لیکن اُن کا دعویٰ ہے کہ ہم ہی سچے مسلمان ہیں اور باقی سب مشرک و کافر ہیں۔ اُن کا پرچار کا طریقہ اور طرزِ عمل ایسا پر فریب ہے کہ بے چارہ سادہ لوح اور بے علم مسلمان اُن کے فریب میں آکر اپنا دین و ایمان کھو بیٹھتا ہے ـــــ نجد کی سرزمین سے یہ فتنہ ہندوستان میں بھی پہنچ گیا۔ اوّل اوّل اُس کے تابعدار غیر مقلدّین ہوئے اور علمائے دیوبند کا کیا کہنا، اُن کا معلّم اول ابلیس اور معلّم ثانی شیخ نجدی بھی پیچھے رہ گیا، ایسے پکّے سچے کہ ان کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے، جب ایسے جری ثابت ہوئے کہ خدا سے جھوٹ کہلوانے پر مُصر ہوئے تو خود جھوٹ بولنے پر جھٹ عمل کرنے پر ان کو کتنا ملکہ حاصل ہوگا۔ یہ سب اہلِ نظر اہلِ حق پر ظاہر ہے لیکن سادہ لوح اور بے علم مسلمان تو اُن کے دام میں پھنس ہی جاتا ہے ـــــ ہمارے شہر ویراول بندر کا، جو کہ کاٹھیاواڑ گجرات میں مشہور بندرگاہ ہے، ایسا ہی حال ہوا۔ وہابی نجدی دیوبندی فتنہ دھیرے دھیرے یہاں بھی سر اُٹھانے لگا اُس وقت

اعلیٰ حضرت کے نانا جان حامیِ سنت ماحیِ نجدیت قبلہ وکعبہ حضرت سیدنا مولانا غلام حسین[1] شاہ ترمذی قادری رحمۃ اللہ علیہ عرصۂ حیات میں مسندِ ارشاد پر رونق افروز تھے۔ حضرت نے پوری ایمانی قوت کے ساتھ وہابی فتنہ کو ذلیل ورسوا کیا اور حق کی روشنی پھیلائی۔ وعظ و تقریر اور تحریر کے ذریعہ حق کی سچائی کی وکالت و تبلیغ کی اور بد عقیدہ و بد دین وہابی دیوبندی کے ناپاک عقیدوں پر برق و رعد بن کر گرجے۔ حضرت نانا جان کی تبلیغی کوششوں کی وجہ سے مسلمانوں پر ظاہر ہو گیا کہ وہابی دیوبندی عقیدہ کا تابع دار ہرگز ہرگز مسلمان نہیں، اس کے ساتھ کھانا، پینا، لین دین، سلام وکلام ناجائز اور حرام ہے۔ حضرت نانا جان قبلۂ وکعبہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ گئے تو وہابی دیوبندی فتنہ پھر آ گیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ سے حضرت ماموں جان سیدنا سندنا غوثنا غیاثنا مولانا سید غلام عباس[2] شاہ ترمذی قادری قدس سرہ العزیز کو سنّیت کا بول بالا کرنے کے لیے مرد میدان

---

[1] حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کے شاگرد و خلیفہ اور حضرت پیر سید مصطفےٰ سجادہ نشین دربار غوث پاک کے مرید تھے، ۱۳۲۰ھ میں وفات پائی۔ تحفہ حنفیہ ماہنامہ پٹنہ اور سوانح حضرت شاہ فضل رسول میں آپ کا تذکرہ موجود ہے۔

[2] علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں سے تعلیم حاصل کی حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبد المقتدر بدایونی قدس سرہ کے مرید تھے اور ان کے جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبد القدیر بدایونی مفتی اعظم ریاست حیدرآباد دکن نے خلافت عطا کی تھی۔

جہاد و تبلیغ بنادیا۔ حضرت ماموں جان قبلہ و کعبہ نے وہابیت کے اثرات کو نابود کردیا اور اُن کی شمشیر اللہ ہمت و قوت نے ویراول بندر اور اس کے اطراف کے مسلمانوں کو بھی دینِ حق کا شمشیر بنادیا۔ حضرت ماموں جان قبلہ کی پرجلال اور باعظمت شخصیت کی ایسی ہیبت طاری ہو گئی کہ بدعقیدہ ان کو دیکھتے ہی بید مجنوں کانپنے لگتا، حضرت ماموں جان جدھر بھی تشریف لے جاتے سُنّیت کا چراغ روشن ہو جاتا۔

آخر یہ کہ حضرت ماموں جان قبلہ و کعبہ بھی اپنے پیدا کرنے والے کے حضور میں جا پہنچے۔ حضرت کی وفات حسرت آیات کے بعد وہابیت نے کچھ پُر نکالنے شروع کئے اور کچھ عرصہ کے بعد وہابیت کا زہر پھیلنے لگا۔ ایسے حال اور ماحول کو دیکھ کر احقر کو سخت باطنی اضطراب لاحق ہوا، ویراول اور اس کے اطراف کے شہروں میں کوئی ایسے عالم باعمل نہ تھے جن کا سہارا لے کر بدعقیدگی کی لہر کو روکا جاتا، ایسے کام پہ نصرتِ الٰہی کے بھروسہ پہ احقر نے دردمند اہلسنت سے اپنا عزم و ارادہ ظاہر کیا اور تعاون دینے کی گذارش کی اور سب کے باہمی مشورہ سے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا نام حسینی کمیٹی رکھا۔ احبابِ اہلسنت نے احقر کو صدارت کا منصب سونپا۔ اس انتخاب کے دو ماہ بعد محرم الحرام آرہا تھا۔ احقر نے طے کیا کہ محرم الحرام کی تقریروں کے لئے کسی دردمند عالم کو دعوت نامہ بھیج دوں۔ اس خیال کی سبھی ارکانِ کمیٹی نے تحسین و تائید کی۔

ویراول میں حضرت امینِ شریعت مفتیِ اعظم کا نورانی قدم

ان تمام مرحلوں سے گذرنے کے بعد احقر نے سوچ بچار شروع کیا کہ کن عالم کو بلایا جائے۔ بہت غور کے بعد حضور سلطان المناظرین بدرالکاملین ناصر الاسلام والمسلمین شیخ المشائخ قطب ربانی مولانا شاہ رفاقت حسین صاحب قبلہ و کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ذاتِ مبارک پر یقین کی نظر ٹھہر گئی۔ حضور اقدس دھوراجی اور دار العلوم شاہ عالم احمد آباد کے دورِ قیام میں ویراول اور اس کے اطراف میں تشریف لا چکے تھے اور احقر حضور اقدس کا دیدار حاصل کر چکا تھا اور احقر کے علم میں حضور اقدس کی دینی سرگرمی اور جد و جہد کی خوبیاں آچکی تھیں۔ اسی یقین کے ساتھ حضور اقدس امینِ شریعت مفتیٔ اعظم قبلہ و کعبہ کی خدمت مبارک میں محرم الحرام کی دس تقریروں کا دعوت نامہ حاضر کر دیا کہ حق کا اُجالا آپ ہی کی ذات بابرکات سے پھیلے گا۔ چند روز بعد حضور اقدس کا جواب آیا کہ ہم دس تقریروں کی دعوت نہیں قبول کر سکتے۔ اگر دو تین وعظ ہوں تو قبول کر لیں گے۔ دوبارہ پھر لکھا، اس کا جواب بھی پہلا سا تھا۔ اب احقر کو خیال ہوا کہ صرف وعظ کی وجہ سے ایسا جواب مل رہا ہے۔ اس لئے تیسرے خط میں وہ اسلوب گزارش اختیار کیا جو بزرگوں کو حمایت حق کے لیے بے قرار کر دیتا ہے۔

خط کا مضمون یہ تھا کہ حضور والا ویراول شہر میں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کا زور دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور سُنّیت کی ناؤ کھینے والا کوئی نہیں، ہم لوگوں کو حضور اقدس جیسے ناخدا کی ضرورت ہے جو کشتیٔ امّت کو طوفان سے بچا کر ساحل پر لگا دے۔ اگر خدا نخواستہ حضور اقدس کی تشریف آوری نہ ہوئی تو سخت اندیشہ ہے کہ سنیت کی ناؤ بھنور میں پھنس جائے گی پھر اس کے بعد اس کو نکالنا ناممکن ہو جائے گا۔ برائے رحم و کرم ویراول تشریف لائیں۔ خط بھیجنے کے بعد جواب کا انتظار شروع ہو گیا۔ ایک ماہ کی طویل مدت گزر گئی لیکن جواب نہ آیا۔ بار بار سوچتا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ اسی اضطراب میں دھوراجی چلا گیا اور جناب مولانا سید طاہر میاں رحمۃ اللہ علیہ سے مل کر صورت حال سنائی اور محرم الحرام کی دس تقریروں کی دعوت بھی دے دی۔ محرم الحرام کا چاند نظر آگیا اور مولانا کا وعظ شروع ہو گیا۔ یکم محرم الحرام کو حضور اقدس

کا ٹیلیگرام ملا کہ ہم دوپہر کی گاڑی سے ویراول پہنچ رہے ہیں۔ مایوسی و ناامیدی کے عالم میں اس ٹیلیگرام نے احقر کو خوشی بخش دی۔ اس وقت احقر کی کیا کیفیت ہوئی اس کو نہ کہا جا سکتا ہے اور نہ لکھا جا سکتا ہے۔ اب احقر پُرامید ہو گیا کہ گلستانِ سُنّیت میں جو خزاں آگئی تھی، اب گلستاں کے ہر ہر روش پر بہار کا جوبن نظر آئے گا۔

احقر بار بار اپنے دل سے کہتا کہ اے شہر ویراول تو کتنا خوش نصیب ہے اور تیرے آغوش میں بسنے والے مسلمان کتنے بخت آور ہیں کہ اب یہاں غوث پاک کے نائب قطب ربانی حضور امین شریعت مفتیٔ اعظم کا نور رونق افروز ہونے والے ہیں۔ ٹیلیگرام پاکر احقر نے اراکین حسینی کمیٹی کو جمع کیا۔ سب تشریف آوری کی خبر پاکر باغ باغ ہو گئے۔ طے پایا کہ جلوس کی شکل میں اسٹیشن چل کر عظیم استقبال کیا جائے۔ گاڑی اسٹیشن پر پہنچی، دور سے ہی حضور اقدس کا جلوۂ زیبا نظر آرہا تھا، گاڑی رُکنے بھی نہ پائی تھی کہ نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت اور مفتیٔ اعظم زندہ باد کے پرجوش نعروں سے فضا گونج اُٹھی، جلوس کی شکل میں حضور اقدس کو مقررہ قیام گاہ عرب چوک کی عرب مسجد شریف کے حجرہ تک لایا گیا۔ اس وقت کا عالم کیا لکھوں۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ سُنّیت کی شمع روشن ہے۔ حضور اقدس کو حق تعالیٰ نے بے نظیر نورانی طلعت عطا فرمائی تھی کہ ایمان و ایقان کی تابش اس سے پھوٹتی نظر آتی تھی جو ایک نظر دیکھتا بس دیکھتا ہی رہ جاتا ہے

حق نے انھیں پیدا ہی کیا ایسا
جس نے دیکھا انھیں وہ بس دیکھا ہی کیا

اہلِ دل اہلِ نظر اور اہلِ محبت حضرات اہلِ سنّت کا حال یہ تھا کہ جیسے شمع پر نثار ہونے کے لیے پروانے منڈلا رہے ہوں۔ ہماری کوششوں سے حضور اقدس کی ویراول

میں یہ پہلی تشریف آوری تھی، حضور اقدس کا معمول ایک ہی مقام پر متواتر وعظ کا نہ تھا لیکن پھر بھی حضور نے عرب چوک کی مسجد میں دس وعظ فرمائے اور ہدایت کا چراغ روشن فرمایا۔

سالانہ تشریف آوری کا معمول اور رجوع خلق

اس پہلی تشریف آوری کے بعد حضور اقدس کا اہلِ ویراول پر عموماً اور اس ناکارہ احقر پر خصوصاً ایسا کرم ہوا کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب بھی گجرات کے دورہ پر تشریف لاتے صحیفۂ مبارک سے احقر کو اطلاع فرماتے اور اس طرح الحمد للہ حضور کے مبارک قدم چومنے کا اہلِ ویراول کو شرف حاصل ہوتا رہتا۔ دو تین سال تک دو تین قیام فرما کر اپنے مواعظ شریف سے قلوب کو جگمگاتے۔ پھر دوسرے مقامات پر تشریف لے جاتے، تیسرے یا چوتھے دورے میں حضور نے تقریباً ایک ہفتہ تک قیام فرمایا۔ اس بار عجیب رجوع خلائق ہوا اور اہلِ حق اہلِ سنت نے حضور اقدس کے وعظ مبارک کا پہلے سے زیادہ اہتمام کیا۔ حضور اقدس کا وعظ مبارک تعظیم رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کی سچی اتباع پر سبق ہوتا تھا۔ پہلے کے دوروں میں عرب چوک عرب مسجد میں وعظ کی مجلس ہوتی تھی۔ لیکن اس بار الحمد للہ باہر شہر کے محلّوں میں مواعظ ہونے لگے۔ صاف روشن ہوتا تھا کہ ہر وعظ مبارک کے بعد ایمان میں مزید روشنی پیدا ہوتی ہے۔ حضور اقدس کے مواعظ مبارکہ کی برکتوں سے بے علم سے بے علم اور ان پڑھ سے ان پڑھ اور سادہ سے سادہ مسلمان بھی آگاہ ہو گئے کہ دین رسول پاک کی تعظیم و توقیر کو کہتے ہیں اور بے دینی حضور رسول پاک کی توہین کو کہتے ہیں۔ تعظیم کرنے والے کو اہلِ سنت کہتے ہیں اور تعظیم کے منکر کو وہابی دیوبندی نجدی کہتے ہیں۔ سنّی کی بولی اور عمل سے

رسول پاک کے ادب و احترام اور تعظیم و تہذیب اور حرمت کا چراغ روشن ہے اور بد دین وہابی دیوبندی کی بولی سے اور عمل سے توہین و گستاخی اور بے ادبی کا اندھیرا ظاہر ہوتا ہے۔

حضور اقدس قطب العالم محبوب خدا امین شریعت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان حق ترجمان سے نکلے ہوئے یہ مبارک الفاظ صرف ویراول شہر ہی میں نہیں گونجے بلکہ اطراف کے شہروں پربھاس پاٹن، ڈالی، کوڈی نال، اونا، دیوبندر تک پھیل گئے۔ یہ ہے حضور اقدس کی زندہ کرامت۔ یہ ہے عالم حقانی شیخ لاثانی کی شان و شوکت خداداد۔ یہ ہے قطب ربانی کی روحانی طاقت کہ مختصر سے عرصہ میں گلستانِ سنیت میں تازہ بہار آگئی۔ الحمد للہ۔

کوڈی نال میں سنّی کانفرنس کا انعقاد

ویراول بندر سے مشرق جانب سوتافہ بندر اور دیوبندر کے درمیان کوڈی نال نام سے ایک شہر آباد ہے۔ یہاں پر حضرت سیدنا شاہ رزق اللہ قادری جیلانی حموی محی الدین ثالث فرزند حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا آستانۂ عالیہ ہے اور حضور کی اولاد امجاد بھی بڑی تعداد میں یہاں بھی ہیں۔ حضور اقدس شیخ لاثانی قطب ربانی جب ویراول کے دورہ پر تشریف لاتے تو کوڈی نال بھی ضرور رونق افروز ہوتے۔

چوتھے دورہ پر حضور اقدس معمول کے مطابق دھوراجی سے ویراول تشریف لائے۔ دستور کے مطابق حضرت الحاج شاہ سید بلال میاں قبلہ بھی ہمراہ تھے اور پہلی بار حضور کے فرزند اکبر حضرت مولانا الحاج محمود احمد صاحب بھی گجرات کے دورہ میں ساتھ تھے۔ یہاں ہی حضور اقدس کو کوڈی نال کے بارے میں اطلاع ملی کہ دیوبندیوں کی سازش ہے

تبلیغی اجتماع ہونے والا ہے اور تاریخ بھی مقرر کی جا چکی ہے۔ کوڈی نال سے
پیرزادگان زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضور اقدس نے تفصیل معلوم کی۔ سب
سن کر حضور اقدس کو بے حد ملال ہوا اور روحانی اذیت پہنچی۔ سرکار فوراً عصر بعد اسی
دن کوڈی نال تشریف لے گئے اور قادری محلہ میں سادات قادریہ کے مہمان خانہ میں،
جو کافی اونچائی پر بالاخانہ پر ہے، قیام فرمایا۔ علالت و کمزوری کی وجہ سے اترنے
چڑھنے میں بڑی تکلیف ہوتی لیکن جس عظیم مقصد کو لے کر حضور اقدس یہاں تشریف لائے
تھے اس کی وجہ سے ان تکلیفوں کو برداشت کیا۔ یہاں پہنچ کر حضور اقدس ابن شریعت
محبوب سبحانی قادری سادات اور اہل شہر مسلمانوں کو بلا کر ہدایت فرمائی اور افسوس
کے ساتھ فرمایا کہ آپ کے یہاں گمراہی اور بددینی کے پرچار کے لئے دیوبندیوں نے اپنے
اجتماع کی تاریخ بھی مقرر کر دی ہے اور آپ لوگوں کو کوئی غم نہیں، جیسے کچھ بھی نہیں
ہوا۔ آج ہی قادری محلہ میں وعظ ہوگا، آپ سب آیئے۔ شب میں جلسہ ہوا۔ سادات
قادری کے چبوترے پر قادری مسجد کے سامنے اسٹیج سجا۔ کافی گئے رات تک حضور نے
ایمان افروز وعظ فرمایا۔ الحمد للّٰہ کہ جو لوگ اجتماع کرانے کے ذمہ دار بن گئے تھے انھوں نے
علیحدگی کا اعلان کیا۔ دوسرے دن مسلمانان کوڈی نال کو پھر حضور اقدس نے طلب کر کے
فرمایا جس تاریخ میں وہابی دیوبندی اجتماع ہونے والا تھا اسی تاریخ میں اب سُنّی
کانفرنس ہوگی۔ آپ سب مل کر کوشش کیجئے۔ حضور اقدس نے یہاں ہی سے اطراف
کے اہل درد مند مسلمانوں کو خطوط لکھائے اور اترپردیش اور گجرات و کاٹھیاواڑ کے
علمائے کرام کو دعوت نامے ارسال کرائے۔ اس کے بعد یہاں سے ویراول ہو کر دھوراجی
تشریف لے گئے۔ کانفرنس کی تاریخ کو جب چند دن رہ گئے حضور اقدس ویراول
تشریف لائے اور ایک دن کے بعد کوڈی نال رونق افروز ہوئے اور اس بار آستانہ عالیہ میں ہی

قیام فرمایا۔ حضور کی رونق افروزی سے آستانۂ عالیہ کا منظر اور اس کی فضا ایسی نورانی ہوئی کہ صاف دکھائی پڑتا تھا کہ غوث پاک کے سچے جانشین اور نائب کی ایسی ہی شان ہوتی ہے۔

تاریخ مقررہ پر عظیم الشان مقاصد کے حصول کیلئے سنّی کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضور اقدس کی صدارت تھی۔ سبحان اللہ کیا شان تھی، معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آسمان سے نورانی قافلہ اتر پڑا ہے۔ ہر چہار طرف نورانی ماحول تھا۔ حق یہ ہے کہ یہ سب حضور اقدس شیخ لاثانی امین شریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوِ باطنی کا فیضان تھا۔ حضور اقدس کی حمایت و برکت سے عظمتِ اسلام کا ڈنکا بج گیا۔ ڈگمگاتے قلوب سنبھل گئے۔ اہل بطالت دیو بندیت وہابیت پر حق کی ہیبت چھا گئی۔ یہ حضور کی ایسی کرامت ہے جس پر ہزاروں کرامتیں نثار ہیں۔

کوڈی نال میں روحانی فیضان

کوڈی نال کا آستانۂ عالیہ گیارہویں صدی ہجری سے فیض رساں ہے۔ حضرت سیدنا شاہ سانف اللہ جیلانی حموی بڑے پائے کے صاحب تصوف وکرامات ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے صدقہ وتوسل سے حاجت مندوں کی حاجتیں بر لاتا ہے۔ حضور کے آستانۂ عالیہ کا انتظام حضور کی اولاد امجاد کرتے ہیں۔ حضور اقدس شیخ لاثانی امین شریعت جب یہاں تشریف لائے تو آپ کی دلی خواہش ہوئی کہ یہاں چار سو برس پہلے والا ماحول پھر سے پیدا ہو جائے۔ حضور نے پیرزادگان سے فرمایا کہ ایک عالم دین کو آستانۂ عالیہ پر مقرر کیجئے جو روزانہ کسی کتاب کا سبق دیں اور زائرین و حاضرین کو عمل صالح کی تلقین کریں۔ ایک عظیم الشان مدرسہ بھی قائم ہو،

جہاں سے علوم دینی کی ترویج و اشاعت ہو۔ چنانچہ پیرزادگان نے اس کو قبول کیا۔ آستانہ عالیہ پر عالم کا تقرر ہو گیا۔ مدرسہ کی طرف بھی توجہ کی گئی اور اب ایک عالیشان مسجد بھی بن گئی ہے۔ پہلے زمانہ عرس میں مروجہ قوالی کی محفل ہوتی تھی اس کو بند کرا کر وعظ و ہدایت کی مجلس قائم کی گئی اور کئی برسوں تک حضور ہی کا وعظ مبارک ہوتا رہا اور زائرین و حاضرین فیض یاب ہوتے رہے۔

یہ حضور اقدس کا خداداد اقبال اور عظمت تھی کہ آپ کی طرف زیادہ تر علناً فی پیرزادگان رجوع ہوئے اور آپ کے دامن مبارک سے وابستہ ہو کر منزلِ مراد کو پہنچے۔ کوڈی نال کے صاحبزادگان دل و جان سے آپ کے معتقد ہوئے اور کافی تعداد میں آپ کے دستِ مبارک پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں مرید ہوئے۔ حضرت سید ٹاور بالپو اور حضرت سید شاہ عبدالوہاب دادا بالپو کو اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور مولانا سید احمد علی امام جامع مسجد اور سید مصطفےٰ میاں کو اجازت عطا فرمائی۔ حضرت سید عبدالوہاب شاہ دادا بالپو کہا کرتے ہیں کہ حضور اقدس شیخ لاثانی کی تشریف آوری اور نظرِ کرم سے آستانۂ عالیہ سے جو فیض جاری تھا اس میں چار چاند لگ گئے اور صاحبِ آستانہ کی فیض رسانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ ان احوال و وقائع کو دیکھ کر ہی بار بار احقر کہتا ہے کہ غوث پاک کے نائب کی یہ شان ہے، یہ کرامت ہے، روحانی تصرف ہے۔ چراغ سے چراغ روشن کرنا اسے کہتے ہیں، ولایت اسے کہتے ہیں کہ ادنیٰ توجہ سے قلبِ مسلم کو جلالت الٰہی اور تعظیم رسالت کا مرکز بنا دیا۔ ایسا حال اور ایسا پراگندہ ماحول صرف کوڈی نال ہی کا نہ تھا بے شمار مقامات ایسے ہیں جہاں حضور اقدس کی توجہ و برکت سے ایمان کا چراغ روشن ہو گیا۔

مانگرول میں وعظ مبارک کا فیضان

ہندوستان کی مشہور مسلم ریاست جوناگڑھ اور ویراول کے درمیان میں ایک مسلم ریاست مانگرول کے نام سے مشہور ہے۔ بٹوارہ سے پہلے یہاں کی مسلم آبادی پوری کی پوری اہلِ سنت تھی۔ لیکن اب اس کا حال یہ ہے کہ بددین وہابیوں دیوبندیوں کے دامِ فریب و گمراہی میں ننانوے فی صد لوگ گمراہ و مرتد ہو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اہلِ سنت اِن بددینوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گئے۔ بددینوں نے مسجدوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں حضرت مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ عنہ کے ایک ممتاز مرید و خلیفہ حضرت سید سکندر ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ عالیہ ہے۔ حضور اقدس شیخ لاثانی مریدوں کو جو قادری سلسلہ کا شجرۂ مبارکہ عنایت فرماتے تھے، اس میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا نام نامی بھی ہے۔ گویا کہ حضور کے سلسلۂ پاک کے ایک بزرگ حضرت سید سکندر ترمذی بھی ہیں۔ مانگرول کا ماضی حضور اقدس کے علم مبارک میں تھا اس لئے حضور اقدس کی دلی خواہش تھی کہ ایک مرتبہ مانگرول میں تقریر ہو جائے۔ کوشش کے باوجود ہم لوگ کامیاب نہ ہو سکے۔ جب بھی سرکار دورہ پر تشریف لاتے، مانگرول کا تذکرہ ضرور کرتے اور فرماتے: ایک تقریر مانگرول میں کرا دو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا تو سرزمین مانگرول میں حق کی صدا گونج جائے گی، سنیت روشن ہو جائے گی، حق آ جائے گا اور باطل فرار کر جائے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ پوربندر کے اہلِ سنت کو جزائے خیر دے، انھوں نے ہمت باندھی اور بہت کوششوں کے بعد حضور اقدس کی تقریر کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ حضور اقدس کی ایک دیرینہ خواہش کی تکمیل کا موقع ایسے وقت میں آیا کہ حضور کا مزاج

مبارکس کئی دن تاریخ مقررہ سے پہلے ناسازہو گیا، ذیابیطس اور فشارالدم جیسی بیماریوں کی وجہ سے حضور اقدس بہت کمزور ہو گئے تھے۔ ہم لوگ دل ہی دل میں فکرمند تھے کہ اب کیا ہوگا۔ حضور اقدس معمول کے مطابق خاموش تھے۔ جب تاریخ آئی اور پوربندر کے اہلِ سنت بلانے آئے تو فوراً تیار ہو گئے۔ مانگرول تشریف لے گئے۔ اسی بیماری وضعف کی حالت میں رونقِ منبر ہوئے۔ تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کیا تھی نور کے سانچے میں ڈھلی ہوئی۔ بہت ہی مؤثر، روحانیت بھری تقریر تھی تعظیم و توقیر رسول پاک علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام عنوان وعظ تھا۔ ڈیڑھ گھنٹے کی تقریر میں یہ دلائل قرآنی ثابت فرمایا کہ جب نہ نماز تھی اور نہ اس کے احکام تھے، نہ روزہ تھا نہ اس کے احکام تھے، نہ زکوٰۃ تھی نہ اس کے احکام تھے، نہ حلال وحرام تھے نہ ان کے احکام تھے۔ از قسم احکام کچھ بھی نہیں تھا کہ اس کے انکار سے کوئی کافر ہوتا۔ یہ تعظیم و توقیر رسول پاک تھی جس کے انکار پر اوّل اوّل کفر کا حکم صادر ہو کر ابلیس کو مردود بارگاہ کیا گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال دیا گیا۔ آج دیکھو، نہ نماز کا انکار ہے، نہ روزہ کا، نہ حج کا انکار ہے اور نہ زکوٰۃ کا۔ بس اگر انکار ہے تو تعظیم و توقیر رسول پاک سے، عداوت ہے تو تعظیم رسولِ پاک سے۔ پہچان ہوگئی کہ تعظیم رسولِ پاک کا منکر ابلیس ملعون کا تابعدار ہے۔

حضور اقدس شیخ لاثانی قطب ربانی کی اس مبارک تقریر سے دیوبندیوں اور وہابیوں تبلیغیوں میں کہرام مچ گیا، اہلِ سنت کو تقویت مل گئی اور ان کا دل مضبوط ہو گیا۔ اس مبارک وعظ میں کثرت سے اہل باطل بھی شریک تھے اور دور دراز مقامات ویراول، کوڈی نال، پوربندر، جوناگڑھ، جیتپور، راجکوٹ، دھوراجی، جام نگر وغیرہا سے کثیر تعداد میں اہلِ سنت بھی سماعتِ تقریر اور طلبِ فیض کے لئے پہنچے تھے۔ صلوٰۃ وسلام پہ

وعظ مبارک ختم ہوا۔ یہ حضور اقدس کی کھلی کرامت ہے کہ اس کے بعد ہی مانگرول میں ایک مسجد اہلِ سنّت کو مل گئی اور اس طرح الحمد للّٰہ ان کی جماعت قائم ہو گئی۔
حضور اقدس کی دو تقریریں اور بھی ہوئیں۔ خاصی تعداد میں مسلمان آپ کے دستِ مبارک پر مرید ہوئے۔ روشن قلوب کا یہ حال ہوتا ہے کہ ان کی برکتوں سے قلوب نورِ ایمان سے روشن ہو جاتے ہیں۔

مینارہ مسجد کی تقریر میں چند ماہ پہلے تباہی سے آگاہی

ویراول شہر کی مینارہ مسجد میں بعد عشاء حضور اقدس کی تقریر مبارک تھی اس روز بعد مغرب سے ہی سرکار فکر مند تھے جس کا اثر چہرۂ مبارک سے بھی ظاہر تھا۔ بعد نماز عشاء تقریر شروع ہوئی۔ مسجد بہت وسیع ہے، مجمع بھی کثیر تھا، بہت سے دیوبندی مولوی اور امام بھی اِدھر اُدھر سے تقریر کی سماعت کے لئے آ گئے تھے۔ تقریر شروع ہوئی، شریعت مطہرہ کے احکامات کا بیان تھا، طریقت و معرفت کا انکشاف تھا۔
غرضکہ نور ایمان یقین و عرفان سے لبریز تقریر تھی۔ دوران تقریر یکایک بہ انداز جلال حاضرین جلسہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: مسلمانو! اب بھی سنبھل جاؤ، راہِ ہدایت اختیار کر لو، بدعملی سے پرہیز کرو، اپنے سبھی گناہوں سے سچّے دل سے توبہ کر کے سچے مسلمان بن جاؤ۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو ہم دیکھ رہے ہیں کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اس طرف کا حصہ ویران اور تباہ و برباد ہو جائے گا اور اس کے بعد پھر تم سنبھلنا بھی چاہو گے تو سنبھل نہ سکو گے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ و طفیل میں تم کو توفیق خیر دے۔
خیر خواہانہ تنبیہہ کے یہ الفاظ احقر راقم السطور کے کان میں بھی سُنائی دیئے۔

احقر سن کر کانپ گیا اور فکر میں پڑ گیا کہ خدا خیر فرمائے۔ یہ حضور نے کیا کلمات ارشاد فرمائے اور بلا ارادہ احقر کی نظر حضور اقدس شیخ لاثانی کے چہرۂ منور کی طرف اٹھ گئی۔ دوبارہ اور سہ بارہ بلا ارادہ نظر گئی۔ کیا عرض کروں کیا عالم تھا اور کیا کیفیت الحال تھی ؎

نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
یہ آدمی تو ہیں، لیکن دیکھنے کی تاب نہیں

اسی عالم حیرت میں برجستہ احقر کی زبان سے سبحان اللہ واللہ اکبر نکل گیا۔ ہاں، تو عالم چہرۂ اقدس کا یہ تھا کہ منبر پر حضور اقدس نہیں بلکہ کوئی اور بزرگ تشریف فرما ہیں۔ بہت ہی پُر ہیبت و باوقار، دبدبہ و شوکت ہر ہر پہلو سے نمایاں، انھیں کی تقریر ہو رہی ہے۔ کچھ دیر کے بعد یہ مبارک مجلس صلوٰۃ و سلام پر ختم کو پہنچی۔ حضور اقدس قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ لیکن احقر راقم السطور کو رہ رہ کر یہی خیال آتا تھا کہ وہ کون بزرگ ہوں گے اور حضرت کہاں تشریف لے گئے ہوں گے۔ سرکار سے یہ احوال کیسے بیان کروں اور کیسے پوچھوں۔ ایک روز موقع آ گیا۔ بعد نماز فجر ناشتہ کرانے کے بعد کفش بردار نے عرض کی۔ سرکار! اگر اجازت ہو تو کفش بردار کچھ عرض کرے۔ آقا نے ارشاد فرمایا۔ کہئے کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کفش بردار نے ہاتھ جوڑ کر مؤدبانہ عرض کی۔ قبلہ دو روز پیشتر سرکار کی تقریر مینارہ مسجد میں ہوئی تھی اور سرکار نے مسلمانوں کو تنبیہہ کی تھی۔ اس وقت احقر کی نظر سرکار کی طرف اٹھی تو عجیب معاملہ دیکھا کہ سرکار کی جگہ پر کوئی اور بزرگ رونق افروز ہیں۔ جب احقر یہاں تک کہنے پایا تھا کہ سرکار چونک اٹھے اور چہرہ مبارک سے کچھ خفگی کے آثار بھی نظر آنے لگے۔ فرمایا تو کیا فرمایا؟ "ممتاز میاں خاموش، خاموش ہو جاؤ۔" احقر پر تو لرزہ

طاری ہوگیا۔ چند منٹ کے سکوت کے بعد سرکار نے فرمایا: ممتاز جو کچھ دیکھا ہے اس کا تذکرہ اور کسی سے نہ کرنا۔ کفش بردار نے مؤدبانہ عرض کیا سرکار بہت خوب۔ الحمدللہ۔

حضور اقدس شیخ لاثانی قطب ربانی امین شریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مینارہ مسجد کے وعظ مبارک میں مسلمانوں کو متنبہ کرکے توبہ کی تلقین کی تھی اس کا انجام چند ماہ بعد دکھائی دے گیا، وہ حصہ مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا اور غیر مسلم ظلم و نساد کرکے اس حصہ پر قابض ہوگئے۔ مسلمانوں کا کافی مالی نقصان ہوا اور جان کی بھی بربادی ہوئی۔ احقر عرض کرتا ہے کہ یہ ہے مومن کامل کی فراست ایمانی جس نے مدتوں پہلے ہونے والے ایک واقعہ کو نورِ الٰہی کی نظر سے دیکھا اور مسلمانوں نے اس کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ بھی لیا۔ یہ مقام و مرتبہ ہر کسی کو کہاں نصیب۔

کرامات و کشف کے چند واقعات

ہر عہد اور ہر زمانہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے چند ہی مقبول بندے ہوا کرتے ہیں جن کو روشن قلب اور روشن نظر سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ ہمارے حضور اقدس شیخ لاثانی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام اور سچے تابعدار تھے۔ اسی غلامی اور اسی تابعداری نے حضور اقدس کے قلب مبارک کو روشن اور منور کر دیا، قوتِ کاشفہ حضور اقدس کی بے حد تھی۔ بار بار کے تجربہ کی وجہ سے ہم سرکار کی خدمت اقدس میں روبرو حاضری سے گھبراتے تھے کہ کہیں ہمارے عیوب کو ظاہر نہ فرما دیں۔ لیکن قربان سرکار کی شفقت و پردہ داری پر کہ آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ کشف و کرامات کے واقعات احقر نے بہت سنے ہیں۔ لیکن صرف وہی واقعات

لکھتا ہوں، جو میرے چشم دید اور مشاہدہ میں آئے۔

حضور اقدس جب بھی ویراول رونق افروز ہوتے احقر کفش بردار مؤدبانہ استقبال کو حاضر رہتا۔ صرف ایک بار ایسا ہوا کہ حضور کی تشریف آوری کے وقت کفش بردار غیر حاضر تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ پاؤں میں زخم نکل آیا تھا جس کی وجہ سے ورم بھی کافی ہوگیا تھا اور درد کی وجہ سے تکلیف بھی کافی تھی، چلنا پھرنا بالکل بند۔ معذوری ظاہر تھی۔ سرکار گاڑی سے اترے، مریدین و خدام نے بڑھ کر قدم بوسی کی، سب کو حاضر پایا اور احقر کو غیر حاضر پاکر دریافت فرمایا: ممتاز باپو کہاں؟ کیا وہ نہیں آئے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور وہ بیمار ہیں۔ ارشاد فرمایا ہم بعد نماز عصر ان کو دیکھنے ان کے گھر جائیں گے۔ عرب چوک کی عرب مسجد کے امام جناب ولی محمد صاحب نے احقر کے گھر اطلاع کردی۔ یہ اطلاع پاکر کفش بردار کا دل مسرت سے اچھل پڑا۔ اسی خوشی میں زخم کی وجہ سے جو درد تھا اس کو بھی بھول گیا۔ رہ رہ کر یہی خیال آتا تھا کہ تم ممتاز کتنے خوش نصیب ہو کہ آج تمہاری مزاج پرسی کے لئے غوث الوریٰ کے نائب محی السنۃ مشیر حق ولی کامل تیرے گھر آئیں گے۔ اسی خیال میں محو تھا کہ میرے مرکز عقیدت کا جلوۂ مبارک نظروں کے سامنے آگیا۔ حضور اقدس تشریف لے آئے۔ غلام نے دوڑ کر حضور کے مبارک قدموں کو چوم لیا۔ سرکار نے مسکراتے ہوئے مزاج پرسی فرمائی کہ ممتاز خیریت سے ہو۔ کفش بردار نے دست بستہ عرض کی سرکار کے صدقہ میں اچھا ہوں۔ سرکار تشریف فرما ہوئے۔ غلام نے خود ہی چائے لاکر پیش کی۔ چائے نوش فرماکر فرمایا: ممتاز باپو چائے تو بہت عمدہ ہے۔ احقر نے عرض کی قبلہ ایک پیالی اور پیش کروں؟ جانتا تھا کہ معمول سرکار کا ایک ہی پیالی کا ہے۔ میری دلداری کے لئے فرمایا۔ ہاں! سرکار نے دو تین گھونٹ پی کر احقر کو عطا فرمایا۔ احقر نے حکم کی

تعمیل میں چائے پینی شروع کی، اُدھر سرکار نے پاؤں کے زخم پر نظرِ کرم مبذول کی لیکن کچھ فرمایا نہیں۔ اسی شب وعظ کی محفلِ مبارک تھی۔ فرمایا: ممتاز باپو بعد عشاء ہماری تقریر ہے، ضرور آیئے گا۔ غلام نے عرض کیا انشاء اللہ ضرور غلام حاضر ہوگا۔ دس بارہ منٹ رونق افروز رہ کر سرکار عرب مسجد تشریف لے گئے۔ جاتے وقت فرمایا۔ اب آپ آرام کیجئے۔ لیکن غلام پیچھے پیچھے تھوڑا سا چلا، سرکار دوبارہ فرمایا: ممتاز باپو آپ آرام کیجئے۔ احقر نے قدم مبارک چومے اور گھر واپس لوٹ آیا۔ کچھ دیر کے بعد احقر کو خیال آیا کہ میرے پاؤں میں زخم کی وجہ سے بہت درد کی تکلیف تھی۔ اس خیال کے آتے ہی پاؤں پر نظر کی تو خوشی کے مارے چیخ نکل گئی۔ نہ زخم تھا، نہ درد کی تکلیف، نہ ورم سب غائب۔ علم الیقین تو پہلے حاصل تھا، اب عین الیقین حاصل ہو گیا کہ رسولِ پاک کے سچے غلاموں کو تکوینی امور میں تصرف کا اختیار عطا کر دیا جاتا ہے۔

ویراول میں حضور اقدس کے مریدوں میں جناب محمد بھائی ڈرائیور بغدادی گاڑی والا بڑی خوبیوں کے انسان ہیں۔ نیک صالح اور پابند پرہیزگار حضور اقدس سے قوی نسبت رکھتے ہیں۔ عاشق صادق ہیں۔ ویراول میں سرکار کی رونق افروزی کے موقع پر ہر سال پابندی سے نیاز کا کھانا اور شیرینی پکوا کر حضور اقدس سے ہی فاتحہ دلاتے تھے۔ ایک بار ایسی ہی مجلس میں فاتحہ و کھانے کے بعد سرکار نے محمد بھائی سے فرمایا: تمہارا تو مکان بہت ہی چھوٹا ہے اور جھونپڑا ہے۔ انھوں نے مؤدبانہ عرض کی جی ہاں۔ دوبارہ پھر فرمایا: محمد بھائی تمہارا مکان تو بہت چھوٹا اور جھونپڑا ہے۔ محمد بھائی نے پھر عرض کیا جی ہاں حضور، سیدی حضرت الحاج سید بلال میاں قبلہ و کعبہ اور اس کفش بردار نے عرض کی کہ سرکار کی نظرِ کرم ہو جائے گی تو انشاء اللہ یہ جھونپڑا محل میں تبدیل ہو جائے گا۔ مگر۔ اتنا کہنے کے بعد احقر خاموش ہو گیا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا: ممتاز باپو مگر کیا آگے کہئے۔ احقر کفش بردار

نے ہاتھ جوڑ کر مؤدبانہ عرض کی قبلہ، محمد بھائی کے لئے دعائے خیر فرما دیں کہ ٹرک ان کا ذاتی ہو جائے۔ حضرت سید بلال میاں قبلہ نے بھی میری تائید میں عرض کیا: سرکار مسکرانے لگے۔ دس پندرہ منٹ بعد رخصت ہو کر عرب مسجد تشریف لے گئے۔ حضور اقدس حجرہ میں رونق افروز تھے اور حاضرین بھی بہت تھے۔ سرکار نے اپنی شیروانی میں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالا اور باوقار آواز میں فرمایا: محمد بھائی یہاں آؤ اور یہ گیارہ روپے لو اور ڈبے میں ڈال دو اور اپنی ہستی کے مطابق اس میں پیسے ڈالتے رہو اور خیال رکھنا اس کو کھولنا نہیں۔ اس کے بعد سرکار چار روز قیام فرماکر دھوراجی تشریف لے گئے اور تقریباً ایک ماہ میں جس ٹرک کے محمد بھائی ڈرائیور تھے، وہ ٹرک اب ان کا ذاتی ہو گیا۔ احقر عرض کرتا ہے کہ یقین کامل ہے کہ اگر دعائے خیر کی التماس کے وقت ٹرک کی ملکیت کے ساتھ مکان کا لفظ بھی شامل کرا لیتا تو مکان بھی پختہ ہو جاتا۔ ایک حقیقت اور لکھتا ہوں۔ اگرچہ بظاہر عنوان سے اس کا تعلق نہیں وہ یہ ہے کہ حضور اقدس کی وفات حسرت آیات کے بعد روضۂ مبارک کی تعمیر میں پرخلوص غلامی کا ثبوت دے رہے ہیں اور خاص قبرِ مبارک کا سنگ مرمر کا تعویذ نذر کرنے کا عزم کامل رکھتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں دارین میں ان کو ارجمند کرے اور ان کو بلند مراتب عطا فرمائے آمین۔

کفش بردار کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور اقدس سے حزب البحر شریف پڑھنے کی اجازت طلب کروں۔ لیکن سرکار کی بارعب ہستی کی وجہ سے عرض کرنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔ سارا دن اسی کشمکش و پیچ میں گزر گیا کہ سرکار سے کس طرح عرض کروں۔ بعد نماز مغرب سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بار بار خیال ہوتا کہ کس طرح عرض کروں۔ کچھ دیر کے بعد سرکار نے خود ہی فرمایا: کچھ کہنا ہے؟ کچھ پڑھنے کی اجازت چاہیے؟ غلام

کفش بردار نے عرض کی۔ جی ہاں، حزب البحر شریف پڑھنے کی اجازت چاہئے۔
فرمایا: حزب البحر شریف آپ کے پاس ہے؟ عرض کیا، ہے۔ فرمایا: وضو ہے؟ عرض
کیا، ہے۔ اور کتاب سرکار کے دست مبارک میں رکھ دی۔ سرکار نے کتاب کھول کر دیکھا
اور مسکراتے ہوئے فرمایا: پڑھئے۔ پڑھنا ختم ہوا تو خاص خاص پڑھائی کے رموز و
اسرار آہستہ آہستہ سمجھایا۔ اس کے بعد فرمایا ہم نے آپ کو حزب البحر شریف
پڑھنے کی بخوشی اجازت دی۔ الحمدللہ! پھر سرکار نے دعا کی۔ اسی مجلس میں حضور
نے دعا رجال الغیب اور دوسرے بہت سے عملیات ونقوش کی اجازت
عطا فرمائی۔ سرکار شفقت، محبت اور عطا و نوازش وکرم وبخشش جس قدر اس
کفش بردار پر کرتے تھے شاید ہی اور کسی خوش نصیب پر رہی ہو گی اور عقیدۂ اہلِ سنت
کے مطابق یقین کامل ہے کہ اب بھی سرکار کی نوازشیں احقر کے حال پر متوجہ ہیں۔

صبح کا پرکیف وقت تھا۔ ناشتہ کے بعد حضرت سرکار عرب مسجد کے حجرہ میں
جلوہ افروز تھے۔ غوث الوریٰ کے نائب کی مبارک مجلس پورے آب و تاب سے جمی ہوئی
تھی۔ حاجت مندوں کو سرکار نقوش تحریر فرما کر عطا فرما رہے تھے۔ عرب مسجد کے
امام صاحب کے لخت جگر جناب محمد ابراہیم صاحب جو اس وقت طالب علم تھے اور اب
وکیل ہیں، ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ سرکار بازاری روشنائی سے تعویذ تحریر
فرما رہے ہیں اور سنا ہے کہ بازاری روشنائی سے تعویذ لکھنا جائز ہے۔ اس وسوسہ
کے ساتھ ہی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: دیکھو اس میں بازاری روشنائی نہیں ہے
بلکہ گھر کی بنی ہوئی ہے۔ سب لوگ متحیر ہوئے کہ روشنائی کے بارے میں تو کسی نے کچھ
دریافت کیا نہیں آخر کیا رمز ہے اس میں۔ دو تین گھنٹے کے بعد محمد ابراہیم نے خود کہا
کہ روشنائی کے متعلق میرے دل میں یہ وسوسہ آیا تھا اور میں نے خود ہی دل ہی دل میں

سوچا تھا، میں تو یہ کرتا ہوں۔ اللہ اکبر یہ ہے حضور اقدس کا کشف۔ یہ ہے قطب ربانی شیخ لاثانی کی کرامت کہ خطرات پر بھی آگاہ ہیں ؎

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
کہ دلوں کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی

ایک مرتبہ ایک دعوت میں سرکار شریک تھے۔ کسی چیز کی ضرورت پیش آئی۔ آپ نے محمد ابراہیم صاحب سے فرمایا حجرہ سے فلاں چیز لے آؤ۔ یہ حکم پاتے ہی مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسجد پہنچے تو حجرہ کو بند پایا۔ چابی مؤذن صاحب کے پاس تھی اور وہ کسی کام سے باہر شہر میں گئے ہوئے تھے۔ چند لمحہ انتظار دیکھ کر اِدھر اُدھر تلاش کیا۔ لیکن مؤذن صاحب نہیں ملے۔ محمد ابراہیم نے واپس لوٹ کر عرض کیا حجرہ بند ہے، مؤذن صاحب بھی نہیں ملے۔ حضور اقدس نے تھوڑے وقفہ کے بعد فرمایا مؤذن صاحب حجرہ کے باہر میز پر بیٹھے ہیں۔ اب جاؤ۔ محمد ابراہیم مسجد میں داخل ہوئے تو مؤذن صاحب کو اُسی جگہ بیٹھا دیکھا۔ انھوں نے چابی حاصل کی اور حجرہ کھول کر مطلوبہ چیز لا کر خدمت اقدس میں حاضر کر دی۔ الحمدللہ۔

پیٹیل واڑہ کے لوگ سرکار کو تقریر کی دعوت دے گئے۔ واپس جا کر جلسہ کا حساب لگایا تو خرچ آمد سے زیادہ ہو رہا تھا۔ وہ سب فکر میں پڑ گئے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اب کیا ہو گا؟ اب کریں تو کیا کریں؟ سرکار کو دعوت دے چکے ہیں۔ سرکار حضور اقدس حجرہ میں رونق افروز تھے۔ حاضرین سے فرمایا۔ جو اشخاص دعوت دینے آئے تھے، ان کو کوئی پہچانتا ہو تو بلا لاسے۔ ایک شخص نے کہا حضرت ہم پہچانتے ہیں۔ یہ صاحب گئے اور ان لوگوں کو بلا لائے۔ جب وہ لوگ آئے تو سرکار نے فرمایا۔ تم لوگ کس سوچ اور فکر میں پڑ گئے۔ خرچ کم پڑتا ہے تو لو یہ دو سو روپے اور انتظام کیا خرچ

کرو۔ یہ فرماکر مصلّٰی کے نیچے سے روپے نکال کر عطا فرمانے لگے۔ بہت اصرار کے ساتھ عطا کرنے لگے۔ لیکن ان لوگوں نے عرض کیا حضور کی دعا رہے تو کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ اب ہمارے قلب کو اطمینان مل گیا ہے۔ یہ عرض کر کے دست بوسی کر کے واپس گئے۔

احقر راقم السطور عرض کرتا ہے کہ جلسہ والوں کو تبلیغ دین حق کے لئے مالی پیش کش کرنا حضور اقدس کے معمول میں داخل تھا۔ جہاں ملاحظہ فرماتے کہ جلسہ کرانے والے اہلِ استطاعت نہیں ہیں۔ ان کے جلسۂ وعظ میں اپنے خرچ سے تشریف لے جاتے اور مالی طور پر بھی حصہ لیتے۔ ایسی مثال تو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ وعظ کا مشغلہ خالص عبادت ہے۔ اس میں جلب منفعت کی امید و آس لگانا اس فعل کو عبادت کی فہرست سے خارج کر دیتا ہے حضور اقدس سچے غلام رسول پاک مردمومن اکمل تھے۔ تبلیغ اور ارشاد و ہدایت کا کام آپ کے نزدیک مذہبی و دینی فریضہ تھا۔ طمع دنیا اور اس کی حرص سے آپ بہت دور تھے۔

پٹیل واڑہ کے جلسۂ وعظ میں حضور اقدس کی مبارک تقریر شروع ہوئی۔ جلسہ گاہ سے باہر چند اشخاص گفتگو کر رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ حضرت نے مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سب سے بڑے نجدی عالم سے مناظرہ کیا اور ان کو لاجواب کر دیا۔ دوسرے نے کہا، یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی کہ عرب کے عالموں سے حضرت مناظرہ کریں۔ یقین نہیں آتا ہے کہ وہاں حضرت کا مناظرہ ہوا ہوگا۔ دونوں آدمی اپنی بات پہ مُصر تھے۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی اور جلسہ گاہ میں حضور اقدس کا مبارک وعظ ہو رہا تھا کہ یکایک عنان توجہ بدلا اور آپ نے مکّہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مناظرہ کا بیان شروع کر دیا۔ اب اس شخص کو یقین ہو گیا کہ واقعی مناظرہ ہوا تھا۔

اللّٰہ للّٰہ۔

حلقۂ ذکر پاک کی عرفانی مجلس

احقر راقم السطور عرض کرتا ہے کہ حضور اقدس کو "پاس انفاس" کی بڑی توجہ تھی۔ لسانی و زبانی تبلیغ کے بعد حضور کی زیادہ تر توجہ اسی امر کی طرف مبذول رہا کرتی اور بلا ضرورت بات چیت سے حضور اقدس کو پرہیز کامل تھا۔ خاموش ہوتے تو صاف معلوم ہوتا کہ متوجہ بحق ہیں۔ حضور اقدس سارے مسلمانوں کو خدا اور رسول کا تابعدار دیکھنے کی تمنا رکھتے۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ مسلمان کا ظاہر و باطن یکساں صاف و شفاف ہو جائے۔ جس مقام پر تشریف لے جاتے۔ کوشش ہوتی کہ حلقۂ ذکر پاک بھی ہو۔

احقر کا جی چاہتا ہے کہ اس جگہ پر حضور اقدس شیخ لاثانی قطب العالم محبوب خدا امین شریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ ارشادات جس میں آپ نے ذکر خدا اور رسول کا مقام بتایا ہے اس کو عرض کروں۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا: معلوم ہے خدا کا نام کہاں سے لیا جاتا ہے؟ یا رسول اللہ کہاں سے پکارا جاتا ہے؟ اس کی جگہ اور مقام کیا ہے؟ جگہ اس کی "قلبِ مومن" ہے۔ یہ اس ذکر کا مرکز ہے۔ ہر باطل پر غلبہ پاکر تب قلب سے یہ صدا نکلتی ہے۔ مرکز ٹھیک ہو گیا تو اس کی صدا صدا ہے۔ تو معلوم ہو گیا کہ 'ذکر' کا مقام قلب ہے۔ جب اس میں اللہ کریم جل شانہ' کی اور اس کے حبیب پاک کی یاد پیوست ہو جاتی ہے تو اب کوئی ہوا اس کے اوپر اثر کرنے والی نہیں ہے۔ ناممکن ہے، ناممکن ہے کہ باطل کا گزر اس کے پاس ہو جائے، چھین لے جانا تو بہت دور کی بات ہے قرآن پاک اس کا شاہد ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد قلب حاکم ہو جاتا ہے، محافظ بن جاتا ہے' اعضاء کو بھٹکنے اور

گمراہ نہیں ہونے دیتا ہے ——— تو خیر، حضور اقدس نے احقر سے ارشاد فرمایا ممتاز بابو بورڈ پر بھی لکھ دیجئے اور اعلان بھی کر دیجئے کہ سلسلہ قادریہ کے مریدین چاہے کسی اور سے اس کا بیعت کا تعلق ہو، نماز عشاء کے بعد حلقہ ذکر میں شریک محفل ہوں۔ احقر نے حکم کی تعمیل کی۔ عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد قطب العالم محبوب خدا علیہ الرحمہ نے حلقۂ ذکر شروع کرایا۔ ذکر لا الہ الا اللہ اور الا اللہ اور اللہ کا اور حضور اقدس کے دل کی آواز۔ سبحان اللہ پوری مجلس ذکر کے انوار میں غرق ہوگئی۔ ذکر جہر کے لئے حضور کی آواز نہایت ہی مناسب تھی۔ بعد کے تجربہ نے بتلایا کہ یہ خوبی "پاس انفاس" کی وجہ سے بھی تھی۔ پوری قوت کے ساتھ یہ عرفانی مجلس جاری رہی۔ حضور نے دعائے خیر فرمائی اور حاضرین سے فرمایا کہ ہم ممتاز بابو کو اپنا خلیفہ نامزد کرتے ہیں۔ پھر کھڑے ہو کر دست مبارک سے اس حقیر پر تقصیر کفش بردار کے سر پر عمامہ باندھا۔ یہ سرکار کا کرم ہے۔ ورنہ احقر تو اس لائق نہ تھا۔ کچھ ایسا اس وقت جذبہ تھا کہ سرکار نے دوبارہ ذکر پاک شروع کر دیا اور بہت دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ الحمد للہ

صبح ہوئی تو ترک جماعت کے صدر محمد ابراہیم مستری چند اشخاص کو ساتھ لے کر سرکار کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور دست بوسی کر کے بیٹھ گئے۔ صدر صاحب نے دو عدد عمامہ اور دو عدد پھول کے ہار پیش کر کے عرض کیا کہ ترک جماعت کی طرف سے حضور اقدس اور ممتاز بابو کو یہ نذر ہے۔ حضور اقدس خوش ہو گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا: ممتاز بابو کھڑے ہو جائیے۔ احقر کی عجیب حالت تھی اس وقت۔ بہر حال فوراً تعمیل حکم میں کھڑا ہو گیا۔ سرکار نے عمامہ باندھا اور صدر صاحب نے پھول ہار کیا۔ چند منٹ بعد سرکار نے عمامہ کو دیکھ کر محمد ابراہیم

مسٹری صاحب سے فرمایا: تم نے یہ عمامہ جو ہم کو دیا ہے، ہم کو پسند نہیں ہے۔ ممتاز بابو کو جو پیش کیا ہے یہ عمدہ اور بہتر ہے۔ احقر نے مؤدبانہ عرض کی آقائے نعمت بخوشی اسے لے لیں۔ فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ احقر نے کھڑے ہو کر اتار کر تہہ کر کے پیش کر دیا اور بیٹھ گیا۔ فرمایا: جو عمامہ ہمارے پاس ہے وہ آپ کو باندھ دیتے ہیں۔ چنانچہ تیسری بار یہ عمامہ سرکار نے احقر کے سر پر باندھ دیا۔

احقر راقم السطور عرض کرتا ہے کہ تُرک جماعت کے صدر صاحب نے جو عمامہ ہمارے لئے پیش کیا تھا وہ تھوڑا کم اچھا تھا۔ احقر کا خیال ہے کہ اسی کے پیش نظر سرکار نے ایسا کیا اور اپنے پاس کا عمدہ اور قیمتی عمامہ احقر کو عطا فرمایا۔ جو دونوں عماموں سے بہت ہی بہتر تھا۔ ایسا کرنے میں دوسروں کو احقر کی عظمت بتانی تھی اور عزت و احترام کا سبق دینا تھا۔ اللہ اکبر کیا کمال ہے اور کیا ہی ذرّہ نوازی ہے۔ کہاں روشن اور منور دل آفتاب اور کہاں یہ احقر ممتاز۔ لیکن اِن کے کرم نے امتیاز بخش کر ممتاز کر دیا۔ الحمد لِلّٰہ۔

اولیائی شان کے جلوے

حضور اقدس شیخ لاثانی کی ذات گرامی کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ خوفِ خداوندی اور احتساب آخرت کا خیال شدّت سے تھا، یقین کی دولت سے سرفراز تھے، خوف و حزن سے بالکل نڈر تھے، اعمال میں منہیات سے پرہیز کامل میں تو لاثانی تھے۔ زندگانی کے ۶۵ برس مسلسل سفر میں گزرے لیکن احتیاط و تقویٰ کے خلاف کوئی فعل آپ سے سرزد نہ ہوا، حضور اقدس کی ایک بہت بڑی شان یہ بھی تھی کہ آپ زیادہ تر خاموش رہتے، جس سے وقار ظاہر ہوتا تھا لیکن

اس میں ایک بہت بڑا راز چھپا تھا، حضور اقدس کا یہ طرز رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع میں تھا اور زبان کی نگرانی بھی مقصود تھی، فرماتے بیجے بولنے کا بھی حساب ہوگا۔ اللہ اکبر کہاں ہیں، اب ایسے پاکیزہ نفوس قدسی ؎

دل میں عشقِ نبی اور خوفِ خدا　　اِن کی ہر اک ادا سنتِ مصطفیٰ

قیمتی اشرفی، یادگارِ رضا　　رہنمائے طریقت جدا ہو گئے

حضور اقدس رضی اللہ عنہ ایسے متبع سنت بزرگ تھے جن کے افعال و اعمال میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنّتِ مقدسہ جلوہ گر تھیں جن کو دیکھ کر طریقۂ سنت معلوم ہوتا تھا۔ بخدا اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ حضور اقدس کی نماز مبارک کی شان اللہ اکبر بے مثال تھی۔ حق یہ ہے کہ حضور اقدس کو "حقیقت صلوٰۃ" حاصل تھی۔ پورے پورے متوجہ الی اللہ، ہر طرف سے کٹ کر، خشوع و خضوع کی نعمت سے سرفراز، نہایت سکون، نہایت اطمینان کی نماز ہوتی تھی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ حضور اقدس سوا رہے ہیں لیکن شہادت کی انگلی مسلسل گردش میں ہے، وصال فرمایا تو اسی حال میں کہ شہادت کی انگلی مصروف شہادت۔ طمع و حرص سے نفور، غناء نفس اور رضائے و توکل سے مسرور، نفس کے ساتھ جہاد میں مصروف، ہر وقت ایک روحانی کیفیت میں رہتے۔ ہر آن مراقبہ و مشاہدہ۔ "نورِ حق" کا جلوہ حضور اقدس کی ذات میں ہم کو رب کریم نے دکھایا، ولیٔ کامل کا کامل نمونہ آپ کی ذات مبارک تھی ؎

ما شمار الا و مطلق دیدہ ایم

نور مطلق و اہم حق دیدہ ایم

خاتمۂ کلام: — پندرہ سولہ برس تک احقر کفش بردار حضور اقدس

شیخ لاثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات سے فیض یاب ہوتا رہا۔ حضورِ اقدس کے کرم، شفقت کا بلا استحقاق خاص مورد رہا، بہت کچھ سنا، اس سے زیادہ دیکھا اور جو دیکھا اس سے بدرجہا زائد آپ کی ذاتِ گرامی تھی، علم میں، فضل میں، پاکبازی میں، خلوص و للّٰہیت میں، عبادت و ریاضت میں، زہد میں، فقر و عرفان میں، جلالت میں، جمال میں، عجز و انکسار میں، مجاہدات میں، فضائلِ اخلاق میں، خوفِ خداوندی میں، احتساب آخرت کے خیال میں، احقاق حق میں، ابطال باطل میں، رشد و ہدایت میں، صدیوں پہلے جوارِ حق میں پہنچ جانے والے بزرگانِ دین کا نمونہ اور یادگار تھے ؎

معرفت کا وہ دے کر کے ہم کو سبق
سوئے ملکِ ادم چل دیئے بے جھجک
غوث و خواجہ کی دکھلا کے ہم کو جھلک
وہ امینِ شریعت جدا ہو گئے

۸۶
۹۲

حضور امین شریعت کا عرب میں مناظرہ

۱۳۷۴ھ میں بڑی آرزوؤں اور تمناؤں کے ساتھ مرشدنا حضور امین شریعت مفتیٔ اعظم کانپور قدس سرہٗ حج و زیارت کے ارادہ سے عازم حجاز مقدس ہوئے۔ ہندوستان سے مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حلقہ کے ساتھ اور حضور محدث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بڑے علماء و مشائخ اس سال حصول سعادت اور ادائیگیٔ حج اور شرف زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ حرمین طیبین کے دوران قیام میں اہل قلوب، اہل ولا اور اہل ایمان کا بڑا اہتمام ہوتا ہے کہ جو بھی طاعت کی جائے کعبۃ اللہ شریف سے مواجہہ میں کی جائے اور دوسرے امور طاعات اور بندگی میں تو کوئی فکر اور تردد کی دشواری نہیں پیش آتی۔ لیکن نماز کی جماعت کا مسئلہ، نجدیوں کے ظالمانہ تسلط کے بعد، ایک پیچیدہ مسئلہ بن گیا۔ حاضری کا مقصد احکام شریعت کی بجا آوری ہے۔ لیکن امام نجدی ہے۔ اگر اس کی اقتدا کی جاتی ہے تو اس کا کھلا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدائے پاک پروردگار جل شانہٗ کے گھر میں اس سے بغاوت کی گئی۔ یقین و ایمان کی ارجمندیوں سے سرفراز ہستیاں تو اس کے تصور ہی سے کانپ جاتی ہیں۔ وہ اللہ جل شانہٗ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں وفادار رہنے کے لئے ساری کائنات سے گریز کر لیتے ہیں۔ مرشدنا حضور قطب العالم مولانا نازواقف حسین

محبوبِ خدا قدس سرہٗ تو اس باب میں ایک خاص امتیازی شان رکھنے والے یگانۂ روزگار بزرگ تھے۔ حسینی رفاقت اُن کی پوری زندگانی پر محیط تھی۔ حضور اقدس کے ایک نامی رفیق سفر الحاج محمد حنیف صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ حضور اقدس ضروری حوائج سے فراغت کے بعد سارے وقت حرم کعبۃ المکرمہ میں تلاوت پاک کرتے تھے۔ حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ بھی اپنے حلقہ کے ساتھ حاضر ہو کر حضور کے پاس آجاتے تھے۔ جب نماز کا وقت آجاتا تو کبھی نجدی جماعت اور کبھی پہلے اپنی نماز کی جماعت کرتے تھے۔ زیادہ تر حضور اقدس امینِ شریعت امامت فرماتے، جس کے لئے حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ اصرار فرماتے تھے۔ راقم عرض کرتا ہے کہ حضور مجاہد ملت کا یہ اصرار بے جا نہ تھا۔ دونوں بزرگ ۱۳۴۴ھ سے ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے تھے۔ ایک دوسرے کے مرتبہ شناس بھی تھے اور حضور اقدس امینِ شریعت مفتیٔ اعظم رضی اللہ عنہ کو "حقیقتِ نماز" سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ آپ کی نماز خاشعین کی نماز کا کامل نمونہ ہوتی تھی۔ جب آپ تکبیر تحریمہ کہتے، جلال کبریائی کا مقتدیوں پر اثر پڑتا تھا۔ عبد کی معبود کی بارگاہ میں کس طرح حاضری ہو، آپ کی نماز کو دیکھ کر اس کا سلیقہ حاصل ہوتا تھا۔

حضور اقدس امینِ شریعت مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو ماہ تک کم و بیش نماز کی جماعت کراتے رہے۔ یہ صرف مشیت حق ہی تھی۔ اتنی مدت تک مخالفت و اعتراض میں کہیں سے کوئی آواز نہیں اُٹھی۔ ایک جمعہ کے بعد جب مصافحہ کا سلسلہ چلا تو ایک عالم نے حضور اقدس کے قدم مبارک بھی چومے۔ بس اسی پر ان عالم کو نجدی سپاہی نے پکڑ لیا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ بھی اُن عالم کے ہمراہ قاضی کے پاس تشریف لے گئے۔ نجدی قاضی سے کیا گفتگو ہوئی، اصل

روداد میں اس کا بیان موجود ہے۔ اس کے بعد بھی نماز با جماعت ہی ہوتی رہی۔ حضور اقدس نے ایک بار ارشاد فرمایا۔ مکۃ المکرمہ سے جب ہماری حاضری مدینہ منورہ ہوئی، بغیر کسی تعارف کے مولانا شیخ علاء الدین محمد مدنی نے تشریف لاکر کہا۔ مکہ معظمہ کے واقعہ کا یہاں بہت اثر ہے، احتیاط ضروری ہے۔ مراد یہ تھی کہ جماعت نہ کی جائے۔ لیکن حضور اقدس نے نماز با جماعت کی پابندی کو احتیاط یقین فرمایا۔ فرماتے تھے کہ جس ذات گرامی کی ہدایت کی پیروی میں ہم نے جماعت کا التزام کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ ہم ان کے ہی دربار میں ہو کر اس کا ترک گوارا کر لیتے۔ ہماری جماعت قائم رہی۔ چند دن کے بعد نجدی قاضی القضاۃ کے یہاں سے طلبی ہوئی۔ لیکن اس دن تشریف نہیں لے گئے، دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ نجدی قاضی القضاۃ کے یہاں جب آپ کے تشریف لے جانے کی اطلاع حضور مجاہد ملت قدس سرہ کو ہوئی تو وہ بھی تشریف لے گئے۔ گفتگو و مکالمہ کی پوری روداد چند مواقع پر مرشدنا حضور امین شریعت قدس سرہ کی زبان مبارک سے سننے کا موقع ملا۔ لیکن اس کو قلم بند کر لیا جاتا، اس کی توفیق نہیں ملی۔ حضور کے مرید جاں نثار جناب عبد الغنی حاجی فقیر محمد صاحب ویجاپوری مقیم ہمت نگر کے دولت کدہ پر (جو در اصل ہمت نگر میں حضور امین شریعت کی خانقاہ ہے) ان کے بڑے بھائی جناب حاجی ابراہیم بھائی ہرادوالا مرحوم (جو حضور کے شیدائی مرید تھے) کی خواہش پر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ نے مکۃ المکرمہ کے نجدی قاضی اور مدینہ منورہ کے نجدی قاضی سے اپنے مکالمہ و مناظرہ کی روداد بیان فرمائی۔ ہم سب حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ کے خدام جناب عبد الغنی بھائی کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے اسے ٹیپ کر لیا۔ ہم نے اسی سے نقل کیا ہے اور اعلان حق اور ازھاق

باطل کے پیش نظر اس کی اشاعت کر رہے ہیں۔

فقیر محمد امان اللہ خاں
سُنّی حنفی رضاقتی اشرفی

۷۸۶
۹۲

علمائے اہلِ سنت و جماعت کا ایک طبقہ ساتھ تھا۔ نماز چونکہ وہابیوں کے پیچھے ہوتی نہیں اس لئے ہم لوگوں کی جماعت الگ ہوتی تھی۔ جماعت کا الگ ہونا حکومت کی نگاہ میں آگیا کہ ہم لوگ اپنی نماز الگ پڑھتے ہیں، اس کے بعد جمعہ آیا تو ایک دم کھل گیا اور ظاہر ہوگیا۔ جمعہ کی نماز ہم لوگوں نے ان کی جماعت کے بعد الگ ادا کی۔ اسی طرح ہم ہر نماز الگ کرتے، جماعت کے ساتھ، اور جمعہ خطبہ کے ساتھ مستقل پڑھتے۔ تو ہمارا یہ طریقہ بڑا شاق گزرا حکومت کے اوپر۔ اس لئے کہ یہ نیا معاملہ تھا اور غالباً اس سے پہلے کبھی ایسی شکل پیدا بھی نہیں ہوئی۔ جو لوگ نماز کو نماز سمجھتے ہیں وہ نجدیوں کی اقتدا نہیں کرتے، اپنی نماز الگ پڑھ لیتے ہیں۔ مگر ہم لوگوں نے جمعہ کی باجماعت نماز کعبہ شریف ہی میں ادا کی۔

قدم بوسی کرنے پر ایک عالم کی گرفتاری

جمعہ کے بعد جو مصافحہ کا سلسلہ چلا تو ایک مولانا صاحب نے قدم چوم لیا، چومنے سے ہم کو بھی احساس نہیں ہوا۔ خیر، ہم کچھ ہٹے مگر نجدی سپاہی نے جھٹ گھیرا ڈال لیا اور مولانا کا ہاتھ پکڑ لیا آگے بڑھ کے، اور ان سے کچھ بحث و مباحثہ اور

کچھ پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ہم مصافحہ میں مشغول تھے، آدمی کافی تھے۔ جب ہم فارغ ہوئے، ہم نے پوچھا۔ کیا بات ہوئی؟ نجدی سپاہی بولا کہ تو اس کا خدا ہے اور یہ تیرا بندہ ہے کہ تجھ کو سجدہ کرتا ہے؟ اُن کو کہا چلو۔ میں نے کہا میں بھی چلوں گا۔ جب میں چلا تو اور بہت سے آدمی ساتھ ہو گئے۔ حرم کعبہ کے احاطہ میں ہی اُن کا ایک محکمہ ہے قانون کے نافذ کرنے کا جہاں ایک جج بیٹھتا ہے لیکن وہاں اس وقت وہ نہ تھا تو اب وہ سپاہی اس طرف کو لے گیا جہاں سب سے بڑا قاضی مکۃ المکرمہ بیٹھتا ہے۔ اس کے پاس معاملہ پیش ہوا۔ نجدی سپاہی نے سنایا کہ یہ لوگ آئین کی بغاوت کرتے ہیں، نماز کی جماعت اپنی الگ کرتے ہیں۔ مولانا کی طرف اشارہ کرکے کہا، یہ آدمی کو سجدہ کرتا ہے۔ بڑا قاضی رپورٹ سُن کر بولا کہ یہ بڑا جرم ہے، کفر ہے، شرک ہے۔ لیکن ہم تم پر سزا اس لئے قائم نہیں کرتے کہ تم دوسری حکومت کے آدمی ہو، دوسری جگہ کے ہو۔ توبہ کرو اور توبہ نامہ لکھو اور عہد کرو کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔ یہ تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

حضور امینِ شریعت کا اعلانِ حق

جب نجدی اپنا باطل حکم سُنا چکا تو میں ذرا سا اور آگے بڑھا کہ اس کے بالکل قریب ہو جاؤں۔ اس کے بعد میں نے کہا، میں اس معاملہ میں کچھ آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر قاضی بولا، تم کون ہو؟ میں نے کہا، میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں اور اس معاملہ سے متعلق ہوں، جو آپ کے پاس پیش کیا گیا اور جس پر آپ نے ابھی حکم سنایا ہے۔ قاضی نے سپاہی کی طرف اشارہ کیا۔ مطلب و مراد اس کی یہ تھی کہ کیا میں بھی اس معاملہ سے متعلق ہوں۔ سپاہی نے

کہا، ہاں یہی وہ ہے جس کو سجدہ کیا گیا ہے۔ اس کے کہنے پر اب ہمارا تعلق قاضی کے نزدیک ظاہر ہو گیا۔ اب اس نے کہا، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا یہ فیصلہ جو آپ نے کیا ہے اسلام ہی کے خلاف نہیں۔ کافر، مشرک، یہود و نصاریٰ جتنے بھی دنیا کے اندر مذاہب ہیں، ان سب کے خلاف کیا ہے۔ اسلام تو بہت محتاط مذہب کا نام ہے، تو اسلام کو کون کہے، دنیا کے باطل سے باطل مذہب میں بھی ایسا قانون نہیں۔ اتنا سن کر قاضی جھٹ مولانا کی طرف مخاطب ہوا۔ مولانا نے کہا۔ میں نے سجدہ نہیں کیا اور غیر خدا کو سجدہ حرام جانتا ہوں۔ میں نے تو قدم چوما ہے اور یہ جائز ہے۔ اب وہ میری طرف مخاطب ہوا اور بولا، اب تو بیان ہو گیا۔ میں نے کہا ہاں ہو گیا۔ کہا، فیصلہ وہی ہے جو پہلے تھا۔ یہ شرک ہوا کفر ہوا، توبہ کرے اور اقرار نامہ لکھے۔ اس کی ہٹ دھرمی پر میں نے کہا۔ آپ لوگ حدیث پر عمل ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور حدیث کے خلاف بول رہے ہیں اور فیصلہ کر رہے ہیں، یہ فیصلہ نافذ ہونے کے لائق نہیں ہے۔ تو پوچھا اس نے کہ کیا میں حدیث کے خلاف بول رہا ہوں؟ میں نے کہا سب کا سب حدیث کے خلاف ہے، ایک شمہ بھی حدیث کا اس کے اندر نہیں ہے بلکہ مغایرت ہے، مخالفت ہے۔ اتنا سن کر قاضی نے کہا، اس کا ثبوت کیا ہے؟ میں نے کہا حدیث کا ذخیرہ تو آپ کے یہاں ہے نکال کر دیکھ لیجئے۔ کہا، کون سی حدیث؟ میں نے کہا، جونسی کتاب دی جائے۔ کہا، ایک کا نام بتاؤ۔ میں نے کہا مشکوٰۃ شریف ہی لے لیجئے۔ بہر حال، اس نے کتاب نکلوائی۔ ڈھونڈھا، بھلا اس کو کاہے کو ملے۔ میں نے زور دے کر کہا مجھے کتاب دیجئے۔ خیر کتاب دے دی۔ میں نے صفحہ کھول کر کے اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے پڑھا۔ گردن ہلاتا ہے، پھر بولتا ہے کہ ہاں! مگر یہ جائز نہیں۔

نجدی قاضی کی شرمناک شکست

میں نے کہا، یہ آپ اپنی حیثیت سے آگے بول رہے ہیں، اُمتی کی بولی یہ نہیں ہے کہ حدیث پانے کے بعد کہے کہ ناجائز ہے۔ اس کا حق آپ کو نہیں ہے، میں کہتا ہوں کہ کسی رسول کو بھی نہیں ہے۔ رسول کی بات رسول ہی سے منسوخ ہوتی ہے۔ مگر خاتم المرسلین کی بات تمہارے نزدیک کوئی منسوخ کرنے والا ہو تو بتاؤ۔ اب اس کے چہرہ سے اس کی بے بسی ظاہر ہو رہی تھی۔ میں نے زور دے کر پڑھا تقبیل یدیہ ورجلیہ۔ لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی خدمت مبارکہ میں حاضر آئے اور آپ کے دست مبارک کو بھی چوما اور قدم پاک بھی چومے۔ میں نے گرجتے ہوئے کہا، نبی تو چپ ہونے والے نہیں ہوتے ہیں، ناجائز کام کیا جائے اور وہ خاموش رہیں۔ اگر قدم کا چومنا اور ہاتھ کا چومنا حرام ہوتا، کفر و شرک ہوتا، پہلی ہی بولی حضور فرما دیتے کہ یہ حرام کام ہے۔ یہ شرک ہے، یہ کفر ہے، ہم اس کو مٹانے کے لئے آئے ہیں، قائم کرنے کے لئے نہیں آئے۔ ہمارے اس بیان کو سننے کے بعد چاہئے تو یہ تھا کہ قاضی اپنے فیصلہ کی غلطی سے رجوع کرتا اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا۔ اتنی واضح دلیل کو پڑھ کر اور سن کر اپنی بات کو رکھتے ہوئے بولا کہ ایسا کام نہیں ہونا چاہئے جو شرک ہو۔ خیر، جانے دیجئے۔

قاضی سے ہماری گفتگو کی خبر پاکر ایک بڑا مجمع وہاں پہنچ گیا جس میں مصر کے، شام کے، عراق کے علماء بھی تھے۔ جب میں نے کہا کہ یہ آپ کا، صرف اسلام ہی کے نہیں ساری کائنات کے خلاف ہے، جی! تو ایک آواز گونج گئی سُبحٰنَ اللّٰہ کی اور بہت سے علماء آکر تھپکی دینے لگے۔ جب قاضی کی مجلس سے باہر نکلے تو موجود مجمع کے تقریباً سبھی

افراد معانقہ و مصافحہ کرنے لگے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ نجدیوں نے ایام حج میں اس معاملہ کو طول دینے سے پرہیز کیا اور اس کی تدبیر یہ کی کہ اس معاملہ کو اپنے سب سے بڑے قاضی کے یہاں پہنچا دیا۔ اُن کا سب سے بڑا قاضی مدینہ منورہ میں رہتا ہے۔

مدینہ منورہ میں قاضی القضاۃ سے مکالمہ

مکہ معظمہ سے جب مدینہ منورہ پہنچے، یہاں حاضر ہوتے ہی اطلاع ملی کہ تمہارا معاملہ قاضی القضاۃ کے یہاں پیش ہو چکا ہے، جب بھی طلبی ہو جائے۔ یہ معلوم کر کے دل کو بڑی مایوسی ہوئی کہ قاضی حاکم وقت ہے، اگر اس نے یہی فرمان نافذ کر دیا کہ آج ہی نکل جاؤ یہاں سے تو ہم کیا کریں گے؟ اس لئے اپنے لوگوں سے ہم نے کہا کہ سامان ٹھیک کر کے رکھ لو۔ یہ کہہ کر وضو کیا اور قاعدہ کے مطابق دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے مواجہہ شریف میں حاضر ہو گئے۔ صلوٰۃ و سلام کا ہدیۂ نذر گزارنے کے بعد اپنی درخواست لگائی۔ حضور! نہ معلوم کتنی تمناؤں کے بعد حضور نے نگاہِ کرم فرمائی ہے اور اپنے دربارِ عالی میں اپنے ناچیز غلام کو حاضری کا اذن بخشا ہے۔ تو وہ جو حضور کا وعدہ ہے وہ تو پورا ہو جائے اور اتنے دن حضور کے دربار میں حاضر رہ سکوں، جتنے دن کی حضرت نے بشارت دی ہے کہ اتنی نماز ہماری مسجد میں جو ادا کرے گا تو ہم اس کی شفاعت کریں گے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم کو سینتالیس نمازیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا یعنی مقدار سے سات نمازیں ہم نے زیادہ پڑھیں۔

جب ہم اپنی مراد کو پہنچ چکے تو اُدھر سے زنجیر ہلی، نجدی حکومت کے لوگ عشاء کے بعد ہی ہماری قیام گاہ پر آئے اور ان میں سے ایک نے کہا، قاضی القضاۃ نے آپ کو طلب کیا ہے۔ ہم نے کہا، اگر ہم کو لے جانا ہے تو ہتھکڑی لے آؤ، وہ ہمارے

ہاتھ میں لگاؤ، تم آگے آگے چلو، ہم پیچھے پیچھے چلیں اور اگر ہماری خوشی سے ہم کو لے جانا ہے تو ہم آج نہیں جائیں گے، کل جائیں گے۔ قاصد بولا، ٹھہرو، ہم آتے ہیں۔ خیر وہ آیا، اس نے کہا اچھی بات ہے، کل۔ چنانچہ کل اسی وقت وہ لوگ آگئے۔ ہم مسجد نبوی شریف میں نماز عشاء پڑھ رہے تھے۔ اس لئے وہ لوگ مسجد شریف میں آئے اور کہا چلو۔ ہم نے کہا، ابھی تو ایک نماز پڑھی ہے، دوسری صلوٰۃ باقی ہے۔ اس میں بہت دیر لگی۔ تہجد کی نماز تھی۔ صلوٰۃ عربی میں نماز کو بھی کہتے ہیں اور درود و سلام کو بھی کہتے ہیں۔ تو ہم نے اس کو اس خیال سے کہا تھا کہ ایک صلوٰۃ ابھی پڑھ لی ہے، دوسری باقی ہے۔ وہ صلوٰۃ کو سمجھ گیا تہجد۔ ہم نے کہا وہ صلوٰۃ نہیں، آؤ ہمارے ساتھ۔ مواجہ اقدس میں لے گئے۔ صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ یا نبی سلام علیکؐ یا رسول سلام علیکؐ۔ اس میں کافی وقت لگا۔ پھر دل ہی دل میں ہم نے درخواست لگائی کہ ظالم کے پاس جا رہے ہیں، نہ جانے کیا سانحہ پیش آجائے۔ خیر، ہم فراغت کے بعد قاصدین کے ساتھ چلے اور پہنچ گئے قاضی القضاۃ کی مجلس میں۔ بڑا انتظام تھا، یہاں دیکھا کہ کافی تعداد میں سنتریوں کا پہرہ تھا۔ بندوقوں پر جو سنگینیں لگی تھیں بجلی کی طرح چمکتی تھیں۔ جہاں پر ہم کو بٹھایا گیا وہاں پر جلاد ننگی شمشیر لیے کھڑے تھے۔

خیر صاحبو! جب ہم دروازہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کرسیوں پر پچاسوں آدمی بیٹھے ہیں، ایک اوپر بیٹھا تھا۔ وہ قاضی القضاۃ تھا۔ وہ آگے آیا، اس نے ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے بھی ہاتھ بڑھا دیا۔ اس نے کہا مرحبا اھلاً و سھلاً۔ کیسے ہو، کہاں چلے آئیے۔ کرسی رکھی ہوئی تھی، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، بیٹھ جائیے۔ اس کے بعد وہ بھی بیٹھ گیا۔ ہم نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ عرب میں دستور ہے کہ دیوار میں اس چٹائی کی طرح جیسے یہ ہے، پتھروں میں بنا دیتے ہیں۔ اس کے اوپر قیمتی قالین بچھاتے ہیں۔

کرسیوں پر جنکو جگہ نہیں ملتی وہ اسی پر بیٹھ جاتے ہیں یا جس کو زیادہ پھیلاؤ لینا ہوتا ہے اُسی پر بیٹھ جاتا ہے، میں بھی اسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ قاضی فوراً کھڑا ہو گیا۔ زور زور سے کہنے لگا۔ لا، لا للمشٰو ھذا لکرسی۔ میں نے کہا لا یجوز للمسلمین الجلوس علیہ۔ مسلمانوں کے لئے اس پر بیٹھنا جائز نہیں۔ اب سناٹا ہو گیا یکدم۔ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ یکدم سکوت چھا گیا۔ وہ کرسی سونے کی تھی۔ اس کے اندر چاہے لوہا ہو، چاہے لکڑی ہو، کچھ بھی ہو۔ قاضی کو مُہر سکوت لگ گئی۔ ہم نے اس کو فال خیر سمجھا۔

کچھ دیر کے بعد ہم نے ہی گفتگو کا آغاز کیا اور پوچھا ہم نے کہ آپ نے ہم کو کیوں بلایا ہے؟ اس نے کہا، ہم نے سُنا ہے کہ آپ ہندوستان کے بہت بڑے عالم اور بہت بڑے درویش ہو اس لئے ہم نے آپ کی صحبت میں رہنے اور آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کے لئے مدعو کیا ہے۔ میں نے کہا، اچھی بات ہے۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ چائے آ گئی۔ مختلف اقسام کی چائے گیارہ فنجان پینے کے بعد میں نے کہا، بس اب آگے نہیں۔ میں نے سوچا گیارہویں والا ہوں۔ وہ بولا اب آگے نہیں۔ اسی درمیان میں قاضی ہندوستان کے بارے میں سوالات کرتا رہا۔ ملکی حیثیت سے میں اس کے جواب دیتا رہا۔ اس کے بعد جب چائے کا قصہ ختم ہوا تو اس نے کہا کہ آپ اجازت دیں تو ہم آپ سے کچھ مسائل معلوم کریں۔ میں نے کہا، اگر آپ مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو اُردو میں بولنے کی اجازت دیجئے۔ ہم عجمی ہیں، عربی تکلم کا کم اتفاق ہوتا ہے، اُردو بولنے میں ہم کو آسانی ہوگی۔ بولا، مجھے معلوم ہو چکا ہے یہ آپ کا انکسار و تواضع ہے۔

عدم اقتدا کی وجہ عملی اور اعتقادی اختلاف

خیر! اس نے کہا، تم جماعت سے نماز نہیں پڑھتے اس کی کیا وجہ ہے اور ایسا کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا، اس کے سبب ہیں۔ ایک وجہ اعتقادی ہے اور ایک وجہ عملی ہے۔ یعنی ایک کام میں ہمارے آپ کے فرق ہے۔ ایک عقیدہ میں ہمارے آپ کے فرق ہے۔ دو خرابیاں ساتھیں، تو وہ پوچھتا ہے کہ وہ عملی فرق کیا ہے؟ عملی اختلاف کیا ہے؟ ہم نے کہا عملی اختلاف یہ ہے کہ آپ امام حد شرع سے کم داڑھی رکھتے ہیں، یعنی داڑھی کٹا دیتے ہیں۔ آپ کے کسی امام کی داڑھی شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ لاؤڈ اسپیکر کے اوپر نماز پڑھتے ہیں اور ان دونوں صورتوں میں ہم حنفیہ کے نزدیک اقتدار صحیح نہیں ہے۔ لکن هذا هذان ضعیفان الوجه القوی الشدید بیننا و بینکم فی الاعتقادیات انکم متبعو الشیخ محمد بن عبد الوهاب النجدی الذی کفره علماء العرب والعجم۔ یہ جو وجہ ہے یہ ہے کمزور۔ اصلی اختلاف جو ہمارے اور آپ کے درمیان میں ہے وہ عقیدہ کا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے تابع ہو اور اس کے کفریات کے اوپر علمائے اسلام نے اس کو کافر کہا ہے۔ تو جو اس کے کفر کا تابع ہے وہ بھی کافر ہے۔ ہم کو ہمارے رسولِ پاک نے مسلمان کے اقتدار کا حکم دیا ہے نہ کہ کافر کے۔ اتنا میرا کہنا تھا کہ وہ اُٹھ کر غضب کی حالت میں کھڑا ہو گیا۔ تمام لوگ موجود تھے، ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ الحمد للہ ہمارے اوپر کوئی اثر نہ پڑا۔ اسی غضب کی حالت میں وہ چلاتا رہا۔ تمام لوگ خوف زدہ تھے، اب کیا حکم دیتا ہے۔ بہر حال وہ کچھ دور جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس

مجلس میں جو نجدی علماء بیٹھے تھے، ان میں کا ایک اٹھ کر میرے پاس آیا اور کہا، آپ نے مسلمانوں کے امیر و حاکم کو غضب ناک کر دیا، اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ مسافر ہیں، کہہ دیجئے جو ہوا سو ہوا، اب نہیں ہوگا۔ اگر آپ کی نماز نہیں ہوتی ہے اس کے امام کے پیچھے تو دُہرا لیجئے گا، اس نے یہ سبق دیا، معاملہ رفع دفع ہو جائیگا۔ ورنہ وہ ہے رگا، جلاد کو حکم دے گا ___ اتنا جو اس نجدی عالم نے کہا تو ہم کو غصہ آگیا۔ ہم نے کہا، تم نے تمہارے اماموں نے، تمہارے پیشواؤں نے جو اللہ کو غضب ناک کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کر کے اس پر تم کو کچھ شرم نہیں آتی۔ یہ سب میں نے گرج کر کہا۔ بس وہ اٹھ کر بھاگا۔ دربار ہے نہ، جہاں زور سے بولنا بھی بے ادبی ہے، لیکن ہم پر اس کا کیا اثر۔ بے ادبی کا کیس لاگو ہوگا، وہ ہی پکڑا جائے گا۔ اب قاضی لوٹ رہا ہے، حالت وہی غضب کی ہے، ایسا ہم کو اس کے چہرہ سے اندازہ ہوا۔ خیر صاحب، ہم کلمہ وغیرہ پڑھ کر تیار ہو گئے۔ اور الحمد للہ ہم تو ہر وقت تیار رہتے ہیں، موت کا کیا خوف ہے، یہ تو بڑے کریم کے دربار کی حاضری ہے۔ قاضی آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ جب وہ آرہا تھا جب بھی میں اس کو دیکھ رہا تھا، بیٹھا جب بھی اسی کو دیکھ رہا ہوں، وہ مجھے دیکھتا ہے تو بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ مجھے دیکھتا ہے اور نظر جھکا لیتا ہے اور میں مسلسل اس کو دیکھے جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا، اب دو ہی شکل ہے کہ یا تو حکم دے گا کہ قتل کرو۔ یا یہ کہ بحث کرے گا کہ تم نے ہم کو کافر کیسے کہا۔ یہی دو بات ذہن میں آئی تھی۔ غالب یہی تھا کہ قتل کا حکم دے گا، بحث کیا کرے گا۔

علم غیب پاک

لیکن الحمد للہ! اس پر ایسی ہیبت غالب ہوئی کہ وہ نہ تو قتل کا حکم

کر سکا اور نہ یہ پوچھ سکا کہ ہم کو کافر کیسے کہا؟ مخاطب ہوا تو سوال دوسرا تھا۔
وہ یہ تھا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم "علم غیب نبی" کے قائل ہو۔ میں نے کہا صحیح سنا ہے۔
میں ہی کیا سارا عالم اسلام اس کا قائل ہے اور ہمارا "علم غیب نبی" کا قائل ہونا
قرآن پاک کے اعلان کے مطابق ہے اور میں نے قرآن پاک کی آیت پڑھ دی۔ اس نے
لا یعلم الغیب الا اللہ۔ اللہ کے سوا کسی کو غیب کا علم نہیں۔ اس پر میں نے
بحمد اللہ برجستہ کہا کہ جس اللہ نے یہ کہا، اسی نے یہ بھی فرمایا ہے ما کان اللہ لیطلعکم
علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اللہ ایسا نہیں ہے کہ
علم غیب ہر کس و ناکس کو دیدے، بلکہ اس کے لئے رسول کا انتخاب کرتا ہے۔
اس کی چیز ہے، علم غیب اسی کا ہے اور جس کو چاہے دیدے۔ بہر حال کچھ دیر
تک بحث ہوتی رہی۔ کہتا رہا، یہ مطلب نہیں، وہ مطلب نہیں۔ ہم نے کہا، جو
آیت ہم نے پڑھی ہے اسی کا مطلب کہہ دیجئے جو اس سے ٹکرائے نہیں، اس لئے
کہ کلام میں ٹکراؤ اسی کے ہوگا جو بھولتا ہوگا یا جھوٹ بولتا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی
وہ ذات پاک ہے جو سب عیب سے پاک ہے، جھوٹ سے بھی پاک۔ تو ترجمہ
ایسا کیجئے کہ یہ آیت نہ اس سے ٹکرائے اور نہ وہ آیت اس سے ٹکرائے۔ تو ہم سے
کہتا ہے کہ تمہارے اوپر بھی تو یہ ذمہ داری ہے۔ میں نے کہا بیشک قرآن ہمارا،
اللہ ہمارا، ہم اس کے خلاف کیسے بول سکتے ہیں۔ پوری ذمہ داری ہماری ہے۔ کہا،
تم ہی بولو، میں نے کہا، یہ علم غیب جو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، بالکل صحیح ہے۔
اس کا علم اس کا اپنا ہے، کسی کا دیا ہوا نہیں، اپنے آپ ہے۔

اور رسولوں کا علم اللہ تعالیٰ کے دیئے سے ہے، اپنے آپ نہیں، تو جہاں پر
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ ہی غیب جانتا ہے، بالکل صحیح ہے۔ اب اس کے بعد

فرماتا ہے کہ جس کو ہم چاہتے ہیں، دے دیتے ہیں، جی۔ تو اب یہ آیت نہ اُس سے ٹکراتی ہے اور نہ وہ آیت اِس سے ٹکراتی ہے۔ وہ آیت بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی غیب والا ہے، اس کا یہ علم کسی کا دیا ہوا نہیں، کسی سے لیا ہوا نہیں، کسی سے سیکھا ہوا نہیں، اس کی مِلک ہے۔ مثال یوں لے لو کہ ایک شخص کسی چیز کا مالک ہے اور کہے کہ ہم نے فلاں کو دیا، تو اس میں کیا شبہ! اس میں اعتراض کی کیا گنجائش۔ وہ مالک ہے، اُس مالک نے کسی کو قانون کا علم دے دیا تو اس کا نام وکیل پڑ گیا، کسی کو ڈاکٹری کا علم دیا تو اس کا نام ڈاکٹر پڑ گیا، یہ سب اسی کی دین ہے۔ قانون کا علم آپ کو دے تو آپ وکیل کہلانے لگو بخوشی۔ اور غیب کا علم نبی کو دے تو آپ نبی کے لئے ماننے کو کہنے لگو شرک ہے، حرام ہے، کفر ہے۔ دولت دے دی تو دولتمند کہلانے لگو، حکومت دے دی تو مَلِک و بادشاہ کہلانے لگو۔ یہ سب دیا ہوا تو آخر اُسی مالک کا ہے، پھر آپ کہلانے والے کون؟ تو جب آپ سب کچھ کہلا سکتے ہیں تو نبی کو نہ کہنے کے کیا معنی؟ اس کی طرف سے پانچ سوالات تھے۔

محفلِ مولود شریف اور قیام

ایک سوال یہ بھی تھا کہ تم ایک محفل قائم کرتے ہو اور اس کا نام محفلِ میلاد رکھتے ہو اور آخر میں کھڑے ہو جاتے ہو اور اس میں سلام پڑھتے ہو، کیا یہ جائز ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں! یہ خبر جو آپ کو ملی ہے وہ صحیح ہے، لیکن یہ بحث کی چیز نہیں ہے — اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا، یہ آپ کے یہاں بھی جائز ہے۔ بحث کی چیز وہ ہے جس میں ہمارا اور آپ کا اختلاف ہو۔ کہنے لگا ہمارے یہاں ناجائز ہے۔ میں نے کہا، نہیں! ایسی بات نہیں ہے۔ نجدی علماء جو وہاں تھے،

ان سے پوچھا، انھوں نے کہا، یہ جھوٹ بولتا ہے، بہتان باندھتا ہے، ہمارے یہاں جائز نہیں۔ میں نے کہا، یہ سب بھو کتے ہیں۔ یہ سن کر اس کو غصہ آگیا۔ میں نے کہا سنئے، میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہوں، نہ کہیں کا بادشاہ نہ کہیں کا وزیر، ایک معمولی انسان ہوں، جب میں یہاں داخل ہوا تو آپ کہاں تھے؟ کہا، یہیں پر۔ میں نے کہا، پھر جب میں دس پانچ قدم بڑھا تو آپ کہاں تھے؟ کہا، یہیں پر۔ میں نے کہا، آپ کرسی پر تھے۔ کہا، ہاں۔ جب آپ نے ہم کو دیکھا تو اٹھ کر کھڑے ہوئے، آگے بڑھے ہمارے استقبال میں اهلاً ومرحبا کہہ کر ہم کو لائے۔ کہا، ہاں! میں نے کہا، تو اگر کسی کے لئے تعظیم ناجائز ہوتا تو نہ آپ کھڑے ہوتے، نہ مولانا صاحبان چپ رہتے۔ قاضی القضاۃ نے فوراً کہا، یہ تعظیم نہیں ہے، یہ تو مہمان کی تعظیم ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ جس ذات گرامی نے ہم کو مہمانوں کی تعظیم کا حکم دیا، ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ تعظیم ہی تو ہے۔ آپ بھی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، ہم بھی تعظیم کرتے ہیں، اختلاف کیا ہے؟ کچھ دیر اس پر بحث رہی، مگر اس کا جواب وہ کیا دے سکتے تھے یا کوئی دوسرا کیا جواب دے سکتا ہے۔ میں نے زور دے کر آخر میں کہا کہ تم دنیا والوں کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہو، ہم دین والے کی تعظیم کرتے ہیں، فرق بس اس میں ہوا۔ مگر ہے تعظیم تمہارے یہاں بھی۔

یَارَسُولَ اللّٰہ

ایک سوال یہ بھی اس نے کیا کہ تم یا رسول اللہ پکارتے ہو یا غوث پکارتے ہو، کیا یہ جائز ہے؟ میں نے کہا یقیناً جائز ہے ورنہ پکارتے کیسے؟ ناجائز ہوگا تو کیسے پکاریں گے؟ کہا، یہ تو شرک ہے والذین یدعون من دون اللہ ۔ اس مسئلہ پر کچھ دیر تک

بات ہوتی رہی تو میں نے کہا تو یارسول اللہ پکارنا منع ہو گیا، ناجائز ہو گیا، تو اگر کوئی پکارنا چاہے تو وہ کیا پکارے؟ تو وہ بولا یا اللہ کہو۔ میں نے کہا کہ دنیا میں جو یارسول اللہ کہنا جو رائج ہے تو اگر ہم اس کو چھوڑیں گے تو مسلمان پوچھیں گے نہ کیوں چھوڑا؟ آپ موحد ہیں، قرآن پر عمل کرتے ہیں؟ قاضی بولا بیشک۔ میں نے کہا، پھر تو وہ آیت ہم کو بھی سنا دیجئے جس میں یا اللہ ہو۔ تو اب یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ یا اللہ ڈھونڈھ رہے ہیں قرآن شریف میں۔ منٹ دو منٹ گزر گئے، تب میں نے پوچھا کہ آپ میں کوئی حافظ نہیں ہے؟ تو ڈانٹ کر کہتا ہے کہ سب حافظ ہیں۔ جتنے یہ سب بیٹھے ہیں، سب حافظ ہیں۔ اب میں نے کہا، سب مل کر ایک آیت ہی سنا دیجئے جس میں یا اللہ ہو۔ جب ہم نے دیکھا کہ سنانے سے سب عاجز ہیں اور بات مکمل نہیں ہو رہی ہے، تو ہم نے کہا:

ان لم تستطیعوا یا تیان آیۃ فیھا بلفظ یا اللہ فاطلبوا منی باتیان آیۃ فیھا یارسول اللہ انا آتیکم بایات لاتعدوا ان تحصوھا انشاء اللہ۔	اگر آپ یا اللہ والی ایک آیت نہیں سنا سکتے ہیں تو مجھ سے یارسول اللہ والی آیت پوچھئے۔ میں انشاء اللہ آیت پڑھوں گا کہ آپ گن نہ سکیں گے۔

قاضی القضاۃ بولا، من القرآن۔ میں نے کہا، ای، انتم من العرب انکم لا تحتاجون الی معنی آیۃ۔ یعنی آپ عرب ہیں، میں آیات پڑھتا ہوں آپ معنی سمجھ لیں۔ تو میں نے پڑھا۔ یاایھا الرسول، یاایھا المدثر، یاایھا المزمل، یاایھا النبی۔ اتنا ہی پڑھا تھا کہ کہنے لگا، بس بس۔

ایک نکتہ

ایک بات نکتہ کی رہ گئی۔ وہ یہ تھی کہ جب اس نے گفتگو کا آغاز کیا اور مجھ سے

کچھ پوچھنا چاہا تو میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھ سے گفتگو من حیث الاسلام کریں گے کہ من حیث الحکومۃ والسیاسۃ - بادشاہت کی حیثیت سے بات کریں گے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ؟ تو فوراً بول اٹھا لا وکالیل من حیث الاسلام - تب میں نے فوراً کہا، تو بس ہمارے آپ کے درمیان قرآن و حدیث حکم ہوگا۔

آخر سوال اس کی طرف سے یہ تھا کہ تم نے شیخ محمد ابن عبد الوہاب کی تکفیر کیسے کی اور تمہارے پاس اس کا ثبوت کیا ہے ؟ یہ سوال ذاتی حیثیت بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔ میں نے کہا خیار امت علماء عالم اسلام نے اس کے اقوال کی وجہ سے اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ ہم علماء امت کے تابع ہیں - اب بولا، تمہاری ذاتی رائے بھی اس معاملہ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا، الحمد للہ! ہم مذہب و دین میں اپنی ذاتی رائے نہیں رکھتے - ہم کتاب و سنت اور اجماع امت کے تابع ہیں، اس کی روشنی میں اس کا کفر ثابت ہے اور ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور جو اس کے کفری اقوال کا تابع ہے اس کو بھی اسی زمرہ میں داخل کرتے ہیں۔ بولا، ہم سب شیخ محمد ابن عبد الوہاب کے تابع ہیں، ہم کو کیا سمجھتے ہو ؟ میں نے کہا، کیا اس کے کفر کے بھی تابع ہو؟ اس کا وہ جواب کیا دے سکتا تھا۔ بس یہ سن کر وہ جھنجلا گیا اور غصہ میں بولا امرکم ان تصلوا مع امامنا ولا تصلوا منفردین الا اقمت علیکم الحدود۔ ہم تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ہمارے امام کے ساتھ نماز پڑھو۔ اور اگر تم نے اپنی الگ جماعت قائم کی تو سزا قائم کر دیں گے۔ جب اس نے کہا سزا قائم کر دیں گے،

باطل کی رسوائی

میں نے پوری جرأت ایمانی کے ساتھ زور دے کر جاء الحق وزھق الباطل

ان الباطل کان زھوقا پڑھ دیا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حق غالب آگیا اور باطل ذلیل و رسوا ہونے کے لئے ہی ہے۔ تب اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا باطل رسوا ہوا؟ میں نے کہا، ہمارے اور آپ کے درمیان طے تھا کہ بات اسلامی قانون کے مطابق ہوگی، قرآن و حدیث حکم ہوگا۔ ہم اسلامی حیثیت سے بات کر رہے ہیں، بادشاہی حیثیت سے نہیں، جی۔ اور قرآن و حدیث کے جواب میں آپ کی جرأت کہ اقمت علیکم الحدود۔ ہم تم کو تختۂ دار پر چڑھائیں، پھانسی دیں گے، تلوار سے کاٹیں گے۔ قرآن و حدیث کا سلاح چھوڑ کر لوہے کا سہارا!

تو جو بات ہمارے آپ کے درمیان طے تھی، اس کے خلاف ہو رہا ہے، کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ کوئی دلیل آپ کو نہ قرآن میں مل سکی اور نہ حدیث میں مل سکی۔ اور بات تو در اصل یہ ہے کہ آپ کا اور آپ کے مقتدا کا بنائے مذہب ان دونوں پر ہے ہی نہیں —— ہمارا ہے، ہم نے دلائل کے انبار لگا دیئے الحمد للہ —— تو کہتا ہے: رُح الٰی بلاد کم ولا تکونوا من المفسدین۔ آپ لوگ جائیے۔ مگر کوئی بات فساد کی نہ ہونے پائے۔ میں نے کہا شکریہ۔

احقاق حق اور ازھاق باطل کے بعد اعلان

ہماری طلبی کی اطلاع بڑی تیزی کے ساتھ پھیل گئی۔ علماء کرام اور عوام سب یہاں آکر باہر جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اس لئے جب ہم احقاق حق اور ازھاق باطل کر کے باہر آئے تو دیکھا بڑا مجمع ہے، سُنّی بھی اور وہابی اور دیوبندی بھی سب انتظار میں کھڑے۔ وہابی تو جنازہ دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ جب ہم کو باہر سُنّیوں نے دیکھا تو سبھی معانقہ کے لئے دوڑ پڑے اور جو وہابی تھے وہ ناکام و خائب چلتے رہے۔ ہم نے اسی جگہ اعلان کیا کہ نجدی کی

حکومت اپنی پوری طاقت کے ساتھ ہمارے مقابلہ میں آئی اور خائب و خاسر ہو کر شرمندہ ہوئی۔ اب اگر کوئی وہابی نجدی دیوبندی پاکستان کا ہو یا ہندوستان کا، کہیں کا ہو تو بس اسی میدان میں وہ بھی آجائے۔ اس کے بعد جب تک ہم حاضر رہے علماء و امام مکی کی تشریف آوری و آمد کا سلسلہ بندھ گیا۔ سب آ آ کر دریافت کرتے کیا بات ہوئی؟ کیا بحث ہوئی؟

حضرت قطب مدینہ کی طرف سے اعزاز و اکرام

مباحثہ و مناظرہ کے بعد حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قطب مدینہ المنورہ کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت قطب مدینہ المنورہ نے واقعات کس طرح پیش آئے اس کو سنانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت اقدس امین شریعت مفتیٔ اعظم نے تفاصیل سنائیں۔ حضرت قطب مدینہ المنورہ سن کر بہت مسرور ہوئے اور غایت کیفیت میں دوبارہ معانقہ فرمایا اور دست بوسی کرنے کی کوشش فرمائی اور اسی دن شب میں شام و عراق سے آئے ہوئے علماء و محدثین اور مشائخ کو دعوت محفل میلاد مبارک دی۔ محفل کے ختم کے بعد تمام حضرات نے آپ سے معانقہ فرمایا اور دست بوسی کی اور اسی مجلس میں حضرت قطب مدینہ المنورہ نے مکرر اپنی تمام اجازتوں کی اجازۃ عامہ تامہ مطلقہ کا اعلان فرمایا اور آپ کے علوم باطنی و ظاہری کی بلند کلمات سے تحسین فرمائی ؎

ان کی بابِ مجیدی میں چمکی ضیا
اس امینِ شریعت پہ لاکھوں سلام

ختم شد

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

